تاریخ قلعۂ اُدگیر

مصنفۂ

نواب فرامرز جنگ بہادر

اول تعلقدار ضلع ایلگندل

باہتمام یوسف کمپنی

مطبوعۂ مطبع ظہیر دکن

سنہ ۱۳۱۵

تاریخ قلعۂ اُدگیر

مصنفہٗ

نواب فرامرز جنگ بہادر

اول تعلقدار ضلع ایلگندل

باہتمام یوسف کمپنی

مطبوعہ مطبع ظہیر دکن

سنہ ۱۳۱۵ھ

فہرستِ ابواب تاریخ قلعۂ اُدگیر

نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و دولتہ

(ڈی ڈی کیٹ)

ظاہر ہے کہ تصنیف یا تالیف کا کام بڑا کام ہے اور نہایت خطرناک کیونکہ تہوڑی سی نیچ اونچ سے بہت سے واقعات بدل جاتے ہین اور تہوڑا سا نشیب و فراز بہت سے انقلاب پیدا کردیتا ہے اسی لئے یہہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ تہوڑی سی خطا یا سہو سے مولف یا مصنف نشانۂ ملامت بن جاتا ہے - لیکن مین یقین کرتا ہون کہ مین نے اپنی تالیف یا تصنیف کو جو کچہہ کہو شرائط ذیل پر مبنی کیا ہے اور **تاریخ اُدگیر** نام رکہا ہے -

(۱) اولاً تاریخ نویس کو تعصب مذہبی نہو -

(۲) ثانیاً جسطرح کہ واقعات کے واقعی خوبیونکا اظہار کرے اسیطرح واقعی برائیکو بہی چہپا نہ رکہے

(۳) ثالثاً مدح و ذم مین افراط تفریط سے بچے اور مبالغہ سے کام نہ لے -

(۴) رابعاً تحریر تکلفات و تصنعات سے خالی رہے سلیس و معمولی عبارت ہو -

(۵) خامساً مورخ راستی و دیانت داری سے کام لے -

(۶) سادساً رکیک کلام - بڑے لغت - موٹے الفاظ سے کام نہ لے -

آخرین اب مین اس ناچیز تالیف کو خصوص اعلحضرت بندگانعالی اعنی و نواب سرو قارالامرا بہادر کے سی آئی ای دام اقبالہ وزیر دکہن کے طرف معنون کرتا ہون اور پبلک سے امید کہ اگر سہو ہو تو معاف اور خطا ہو تو چشم پوشی فرمادین - اور آخرین مین مولوی علیم الدین صاحب وکیل حیدرآبادی کا بہت شکریہ ادا کرتا ہون جنہون نے مجہکو میرے تالیفات مین بہت کچہہ مدد دی فقط

راقم

نواب قرامز جنگ

دیباچہ

عموماً دریافت اشیاء کے دو طریقے ہین ایک قوت عاقلہ سے دوسرے حواسِ خمسہ سے - بعض ایسے محسوسات
ہین جو دیکھے جاتے ہین اور بعض ایسے ہین جو سننے سے معلوم ہوتے ہین فطرتِ انسانی ہمیشہ اسبات کی متلاشی
رہتی ہے کہ جہانتک ہوسکے احوالاتِ عالم کو دریافت کرے اور اِن احوالات کی دریافت اگرچہ کہ امورِ معلومہ کے ترتیب کے
ساتھہ ایک امرِ نامعلوم کے تحصیل کے طرف منجر ہوتی ہے - لیکن بہت سے ایسے واقعات ہین جو محض حس ہی سے
تمیز نہین ہوسکتی بلکہ یون کہنا ایک محالات سے ہوجاتا ہے کیونکہ احوالاتِ عالم کی دریافت (کماہی ہی) جیسا کہ چاہئے
محض مشاہدہ و معائنہ پر موقوف نہین اور یہہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک شخص ابتداء عالم سے انتہاتک اوسکا مشاہدہ
کرسکے - اسی لئے واقعات وحالاتِ دنیا کا علم موقوف ہے اوس غور و فکر و تامل پر جو علم تاریخ مین کیا جاسے - کیونکہ بجز
اس علم کے اور کوئی ایسا علم نہین جو اسبات کا متکفل ہوسکے -

اسی نے اِسبات کی ڈگری لی ہے کہ انسان کے حسِ سامعہ کو مختلف اخبارون سے محفوظ کرے جسکی نسبت اوسکا ایک
فطرتی رجحان ہمیشہ اوس مسرت و خوشی کے ساتھہ وابستہ ہے جو اوسکو ہر لحظہ اِن مختلف واقعات کے سننے سے پیدا ہوتا ہے
جو اس کے کانون سے سنے جاتے ہین آنکھون سے گذر جاتے ہین -

اور پھر بھی اوسکا اشتیاق ویسا ہی رہجاتا ہے جو پہلے سا تھا اسی لئے خبر کا دینا یا خبر کا سننا فطرتِ انسانی مین داخل
سمجھا گیا ہی - بڑے محقق کا قول ہی کہ انسان کی فضیلت اوسکے تجربہ پر موقوف ہے - اور تجربہ کا کمال عقلِ انسانی کے واسطہ سے
ہوتا ہے اور عقلِ انسانی کے کئی مراتب ہین منجملہ اوسکے ایک عقلِ تجربہ بھی ہی - حکماؤن نے اس عقلِ تجربہ کے تین مرتبہ مقرر کئے ہین

(۱) پہلی یہہ کہ ایک شخص کسی کام کو اسقدر کرتا رہے کہ نفع و نقصان کا خود وہ ذمہ دار ہے -

(۲) دوسری یہہ کہ ایک شخص کو اوسنے ایک حالتین دیکھا اور اوس سے متنبہ ہوا -

(۳) تیسرے یہ کہ گذشتہ واقعات سلف پر اوسنے غور کیا اور اُنکے نتایج و اسباب بھلائی یا برائی پر اوسنے فکر کی

اور اوسکا حفظ ما تقدم کیا۔ پہلا مرتبہ اِسکا تاکید کا ہے اور تیسرا مرتبہ اِسکا علم تاریخ سے متعلق ہے۔ پس علم تاریخ سے ادنیٰ اقعات (مالا یعنی) کا حل ہوجاتا ہے جو خود اوسپر وارد ہوتے ہین۔ یا وہ گذشتہ لوگون کے اون واقعات سے (جو اونکو عاید ہوے تہے۔ اور جنکو اونہون نے اپنا مقدمہ سمجہا تہا اوسمین غور و فکر کیا تہا۔ اوسمین مشورہ لیا تہا۔ یہان تک کہ خود اون واقعات کو اونہون نے اپنے مفید یا مضر ثابت قرار دے لیا تہا۔) اپنے کو پابند کرلیا ہے۔ کیونکہ مشورت سابق بہ نسبت مشورت حال کے زیادہ بہلی ہوتی ہے لہذا علم تاریخ پر غور کرنے سے جو نتیجہ کہ تمام عقلاء روزگار کی عقل کا ہو وہ اوسکو دفعتاً حاصل ہوجاتا ہے۔ جس سے اوسکی عقل و فضیلت کی زیادتی صحت رائے اور اصابت و رائے صواب کا مرتبہ حاصل ہونا کوئی تعجب کی بات نہین۔

حکیم "بزرجمہر" کا قول ہے کہ علم تاریخ ہی موید و معین رائے صواب ہے۔ غرضکہ علم تاریخ پر غور کرنے سے دنیا کے عجیب عجیب انقلابات کا پتا ملتا ہے اور ایک قدرت قاہرۂ پروردگار معلوم ہوتی ہے۔ امراء و حکام کو زیادہ احتیاج اِس علم کی طرف ہے کیونکہ یہی وہ لوگ ہین کہ جنکے زبردست ہاتون مین مصالح انتظام ملکی سپرد ہین اور جنکی عموماً فکر امور سلطنت مین مستغرق ہونی چاہئے بہرحال میری غرض اسقدر ہے کہ مین قلعۂ اودگیر کے اون قدیم عمارات کے موجودہ صورت حال کو بتلادون جنکے بروی تاریخ یا بروی تحقیق کچھہ نہ کچھہ حالات معلوم ہوسکتے ہون کیونکہ نہ معلوم پہر تہوڑی دیر کے بعد۔ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند کا عمل نہو جاے۔

راقم

نواب فرامرز جنگ

خلاصۂ تاریخ اُدگیر

مصنفۂ

نواب فرامرز جنگ بہادر اول تعلقدار ضلع ایلگندل

وجہہ تسمیہ اُدگیر | اُدگیر ایک قدیم بستی ہے اور کسی زمانہ مین اسکی آبادی ایک شہر کی سی رونق رکھتی تہی - مگر آج وہ صرف ایک تعلقہ ہے جو ضلع بیدر مین شامل ہے اور بیدر سے غربی جانب (۲۰) کوس کے فاصلہ پر ملتا ہے اسکے ویران اور اداس چہرہ سے ہر ایک سیاح کے مستقل اور کہوج والی طبیعت پر اوس کے قدیم شان و شوکت کا وہ عکس پڑہتا ہے جو درحقیقت اسکے ابتدائی نشو ونما کے جلوہ گر اسباب تہے اور بلا تامل طبیعت یہہ پکار اٹہتی ہے کہ یہہ قدیم بستی تہی اور کسی زمانہ مین آباد بہی تہی لوگون کا بہی بیان ہے کہ آج اسکی آبادی کو کوئی آٹہہ سو (۸۰۰) برس سے زاید کا زمانہ ہوتا ہے اور عجب نہین کہ یہہ صحیح ہو کیونکہ بہت سے اس کے قدیم شاندار عمارات کے گرے ہوے آثار اور ویران کہنڈر اپنی ہیبت ناک سین مین اسکی قدامت کا ثبوت دے رہے ہین غرضکہ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس چٹیل میدان پر کہ جہان اسوقت قلعۂ اُدگیر کی مستحکم عمارت ہے ایک برہمن فقیر نے اپنی جہونپڑی باندہی اور رہنے لگا جب رفتہ رفتہ آبادی بڑہتی چلی تو اوسی فقیر کے نام سے جسکا نام اددی گیر سامی تہا یہہ بستی مشہور ہوئی - اور آج تک یہی نام اسکا پکارا جاتا ہے - اگرچہ کسی تاریخ سے اسکا ثبوت نہین مگر متواتر بیان یہان کے باشندونکا ہے جو علم یقینی تک پہونچا دیتا ہے - اور ہمارے اس خیال کی تائید اس چشم دید واقعہ سے بہی ہوتی ہے کہ ایک قدیم دیول اسوقت تک قلعۂ اُدگیر مین موجود ہے جو اوپر کے چبوترہ سے (۵۰) فٹ گہرائی مین واقع ہے اور اس کے سامنے ایک سنگ بست عمیق باؤلی بنی ہوی ہے اور لوگ برابر پوجا کے لئے آیا جایا کرتے ہین اس دیول کے متعلق سرکاری معاش بہی تہی جو آج بارہ سال سے موقوف ہوگئی ہے

کتاب کرشنس گندمین ایک دوسری وجہ اس نام کے ہونیکی تبلائی گئی ہے ۔

ہندؤن کے پاس یہہ ایک معتبر کتاب ہے جو محض اونکے مذہبی خیالات پر مبنی ہے اوس کتاب مین تحریر کیا گیا ہے کہ ایک دن مہادیو سے اوسکی جورو پاربتی نے پوچہا کہ اگر کسی شخص نے زاید گناہ کئے ہون تو وہ کونسا طریقہ ہے جو تہوڑی سی پرستش مین معاف ہو مہادیو نے کہا کہ کرتا جوگ مین ایک ۔ اودلنگ روشی ۔ رہتا تہا اور اوسکی جورو بڑی سفاک تہی وہ اوس سے تنگ ہوکر میری پرستش کرنے لگا مین خوش ہوکر اوسپر ظاہر ہوا اور کہا کہ تو یہین بیٹہہ ایک لنگ* خود بخود زمین سے ظاہر ہوگا تو اوسکی پرستش کرنا اور مین غائب ہوگیا دو روز کے بعد وہ لنگ زمین سے پیدا ہوا اور وہ روشی تمام عمر اس کی پرستش مین گذارا جب کل جگ آیا تو وہ روشی غائب ہوگیا اور اسی زمین پر قلعۂ اُدگیر کی بنا پڑی اور رفتہ رفتہ جب آبادی بڑہنے لگی تو اوسی روشی کے نام سے (اُدگیر) مشہور ہوا ۔

پوتی انندلمبی | یون قصہ لکہا گیا ہے کہ مہادیو کی جورو پہ بہسم ایشور ۔ عاشق ہوا اور اسی خیال سے مہادیو کی خدمت مین وہ رہا یہانتک کہ مہادیو اس کی خدمت گزاری سے خوش ہوکر کہا کہ کیا مانگتا ہے مانگ اوس نے جواب دیا کہ ۔ مجہے یہہ عنایت کرو کہ مین جس کے سر پہ ہاتہہ رکہون اسوقت وہ بہسم ہوجاے یعنے فنا ہوجائے چنانچہ مہادیو نے اوس کو وہ کرامت عطا کی ۔ اب اوس نے خود مہادیو کے سر پر ہاتہہ رکہنا چاہا اور اسکو غارت کرکے اوسکی جورو پاربتی کو اوٹہا لیجانے کی نیت کی تہی ۔ مہادیو اس ارادہ سے واقف ہوکر جنگل بہاگا اور یہہ اوسکا پیچہا کیا اور ایک مدت تک جنگل پہاڑون مین پہرتے رہے ۔ آخر ۔ نارائن ۔ سے ملاقات ہوئی اوسنے اپنا جوگ بدل کر بشکل پاربتی ہوکر اوسکو غارت کیا جب کہین مہادیو کو امن ملا ۔ مہادیو کی عمر ۴۰ لاکہہ برس کی تہی ۔

پوتی انندلمبی | مین لکہا ہوا ہے کہ ایک دن مہادیو اور پاربتی چوسر کہیل رہے تہے ۔ پاربتی چالاکی سے بازی جیت گئی اور جو شرط اون مین ہوئی تہی اوسکی خواستگار ہوئی ۔ غرضکہ قیا مین یہانتک جہگڑا ہوا کہ مہادیو ناخوش ہوکر جنگل جاکر ایک غار مین گہس گیا ۔ اسکے بعد پاربتی اور اسکے لڑکے مع دیگر دیون کے اوس غار پر گئی ۔ اور مہادیو کو باہر نکلنے کے لئے کہی مگر وہ نہ آیا آخر یہہ صلاح ٹہری کہ مہادیو کے بدن سے تبرکاً کچہہ نہ کچہہ لیا جائے چنانچہ اِس ارادہ سے پارپتی اوس غار مین مہادیو کے پاس گئی اور اسکے بدن کا ٹکڑا مانگا ۔ مہادیو نے کہا کہ کہان کا چاہتی ہے وہ جواب دی کہ جہان کا مناسب ہو ۔ مہادیو نے پاربتی کے کہنے کو شہوت کا اشارہ سمجہکر اپنا ۔ آلۂ تناسل ۔ کاٹکر پاربتی کے ہاتہہ مین رکہہ دیا اور وہ اوس کو لئے ہوے بصد تعظیم باہر آئی ۔ اور اِس وقت سے پوجا اسکی شروع ہوئی ۔ مہادیو اس صدمہ سے مرگیا اوس کے مرنے کے بعد سب ملکر اپنے سر پہ ڈہول اٹہائی چنانچہ ابتک یہی رسم بنام ڈہولی جاری ہے ۔ ۱۲

کیفیت بناء قلعۂ اُدگیر قلعۂ اُدگیر ایک مستحکم قلعہ ہے اور قلعۂ بیدر سے غربی جانب واقع ہے - ابتک اسکی موجودہ حالت سے اسکی قدامت کا ثبوت ملتا ہے - لوگونکا بیان ہے کہ یہہ قلعہ بریدیونکا بنایا ہوا ہے لیکن کتب سیر سے اگرچہ بالتخصیص نہین مگر بالتعمیم اتنا معلوم ہوتا ہے کہ خاندانِ بہمنیہ کے زمانہ مین اسکی بنیاد پڑی ہے - یہہ نہین معلوم ہوسکتا کہ کس بادشاہ بہمنی نے اِسکی بنیاد ڈالی - تاریخ فرشتہ سے پایا جاتا ہے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے اپنے اواخر زمانۂ سلطنت مین قاسم برید کو جو پہلا بریدی خاندان کا غاصب بادشاہ ہے علاوہ منصبِ وکالت و طرفداری بیدر کے قلعۂ اُدگیر و قندہار و اَوسہ کو سنہ ۸۹۳ھ مین بطور جاگیر عنایت کیا تہا جسپہ وہ قابض رہا - اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ قلعہ اسوقت بہی موجود تہا - اب یہہ امر کہ کس نے اسکو بنایا تاریخ سے مشتبہ ہے قیاساً یہہ کہا جاسکتا ہے کہ غالباً بہمنی خاندان کے عروج کے وقت مین کسی نے بنایا ہو -

قاسم برید سنہ ۹۱۰ھ مین جب شہر بیدر کا خودمختار بادشاہ ہوا تو اسوقت اس نے اپنے بیٹے امیر برید کو یہہ قلعہ سپرد کیا سنہ ۹۲۳ھ مین امیر برید نے خداوند خان حبشی جاگیردار ماہور سے اس قلعۂ اُدگیر پر سخت لڑائی کی اور اسی لڑائی مین وہ حبشی مارا گیا اور امیر برید قابض رہا - سنہ ۹۳۷ھ مین جب امیر برید بمقام بیدر عادل شاہ بیجاپور کے مقابلہ مین لڑائی کی اور گرفتار ہوا جس کے بعد عادل شاہ بیجاپور نے امیر برید کی جان بخشی کی اور اسکو رہا کیا تو اسوقت سے امیر برید قلعۂ اُدگیر مین سکونت اختیار کی اور حکومت شہر بیدر سے اُسوقت تک علحدہ رہا جبتک کہ عماد الملک گورنر برار کی سفارش کی وجہہ سے عادل شاہ بیجاپور نے پہر حکومت شہر بیدر امیر برید کے حوالہ نہ کی -

امیر برید کے بعد علی برید جو تیسرا بریدیونکا بادشاہ تہا قلعۂ اُدگیر پر قابض رہا - سنہ ۹۵۲ھ مین قلعۂ اُدگیر و قلعۂ اوسہ پر

٭ برید در اصل غلام کو کہتے ہین - قاسم برید یہہ بریدیونکا پہلا بادشاہ ہے جو سلطنت بہمنیہ کے زوال کے بعد سنہ ۹۳۴ھ مین خودمختارانہ قابض ہوگیا تہا - جس بریدی خاندان کے علاقہ مین کل ملک دکن (۱۰۴) سال تک رہا من بعد ان کے سنہ ۱۰۲۶ھ مین عالمگیر بادشاہ کا قبضہ ہوا جس نے ملک فرحان حبشی غلام سے شہر مذکور کو سنہ ۱۰۶۶ھ مین فتح کیا چنانچہ عالمگیر کے اکثر کتبہ جات عمارت پر اسوقت تک کندہ شدہ ہین -

قاسم برید ترکی قوم کا غلام تہا جسکو شہاب الدین علی یزدی نے ایران سے لاکر محمد شاہ لشکری بہمنی کو فروخت کیا تہا محمد شاہ لشکری بہمنی کے زمانہ مین قاسم برید منصبِ وزارت تک پہونچا - سنہ ۸۹۶ھ مین اسکو قلعۂ اُدگیر بطور جاگیر ملا سنہ ۹۰۹ھ مین یہہ بیدر کا بہی محاصرہ کیا اور محمود شاہ بہمنی کو بالکل بیدخل کیا اور سنہ ۹۱۰ھ مین یہہ مرا - جس کے بعد اسکا بیٹا امیر برید قابض رہا -

علی برید سے اور برہان نظام شاہ والی احمدنگر اور عادل شاہ بیجاپور سے لڑائی ہوئی جسمین علی برید کو شکست فاش ہوئی اور ان ہر دو قلعون کو علی برید کی فوج احشام نے تنگی آذوقہ کی وجہہ سے برہان نظام شاہ کے سپرد کردی چنانچہ اسوقت تک بعض بعض عمارات قلعہ اُدگیر پر برہان نظام شاہ کے کتبہ جات ہین جو آگے آوین گے۔

ایک عجیب روایت | رامنّا نامی وطندار سے بالمشافہہ مین نے گفتگو کی اوس نے بیان کیا ایک قطعہ زمین میرے ابا و اجداد کو اوس صلہ مین ملی جو اوسے سلطان ہمایون شاہ ظالم بہمنی بیدر کے ساتہہ خون ریزی مین گئے تہے اوسکا بیان ہے کہ جسوقت چاندنی برج قلعہ اُدگیر کی بنیاد پڑی تو اُسوقت اس برج کی یہہ حالت تہی کہ ادہر بناتے تہے اور ادہر گرتا تہا چنانچہ ہمایون شاہ کے مصاحبون نے اوسکو یہہ صلاح دی کہ یہہ (بہلکش) مانگتا ہے چنانچہ ہمایون شاہ ظالم نے اس وطندار کے دادا کو اس برج کے نیچے زندہ دفن کیا اسوقت اس برج کی بنیاد پڑی اور ابتک اس کے پس ماندگون کے نام جنہین یہہ وطندار شامل ہے ایک قطعہ زمین بروئے سند دیگئی ہے سند مین کوئی ایسا مضمون نہین ہے لیکن اسمین شک نہین کہ ہمایون بیدر مین ایک ظالم بہمنی بادشاہ گذرا ہے عجب نہین کہ ایسا ہوا ہو کیونکہ اوس کے نزدیک کسی انسان کا خون کوئی چیز نہ تہا۔ آئندہ دروغ بگردن راوی۔

جغرافیہ اُدگیر | اُدگیر بیدر سے غربی جانب (۲۰) کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کسی تاریخ مین اس کے قدیم جغرافیہ کے حالات ہمکو نہ ملے لیکن منعم خان ہمدانی اورنگ آبادی کے قدیم قلمی مصنفہ نسخہ مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ جب دکن شاہان تیموریہ کے قبضہ سے علیحدہ ہوا اور نواب نظام علیخان بہادر کے قبضہ مین آیا تو اسوقت اُدگیر بحیثیت ایک پرگنہ کے سرکار ناندیڑ مین شامل تہا اور سرکار ناندیڑ صوبہ بیدر کا ماتحت تہا اوسوقت اُدگیر (۲۰۵) مواضع پر مشتمل اور اسکا محاصل دو لاکھ تہا۔

اس وقت اُدگیر ایک تعلقہ ہے جو ضلع بیدر کے ماتحت ہے کل رقبہ اسکا (۳۰۶۲۸۲) ایکر ¼ ۳ گنٹہ ہے کل مواضعات و مقطعہ جات اسکے (۲۱۲) ہین جنکی تفصیل حسب ذیل ہے:-

(۱) بندوبست شدہ ۱۴۴

(۲) غیر بندوبست شدہ ۸

(۳) مقطعہ جات ۴

(۴) حصہ جاگیر ۶

خانہ شماری و مردم شماری

قسم مواضع	تعداد مواضع	تعداد مکانات	تعداد مردم
(۱) خالصہ مواضع	۱۵۸	۱۷۷۴۸	۹۵۷۲۴
(۲) مقطعو جات	۲	۳۰۳	۱۶۵۰
(۳) جاگیرات غیر مستثنیٰ	۴۴	۳۳۷۲	۱۸۳۴۸
(۴) جاگیرات مستثنیٰ	۸	۱۲۵۱	۹۷۴۵
میزان	۲۱۲	۲۲۶۷۴	۱۲۵۴۶۷

کُل رقبہ مواضع تعلقۂ خالصہ	تعداد موضع	رقبہ
	۱۵۸	۳۳۰۶۲۸۲ ½

تعداد درگاہ و مندر		معاش
(۱) ۹ - درگاہ	معاش	[illegible]
(۲) ۱۴ - مندر	"	[illegible]
(۳) ۹ - مساجد	+	+

آب وہوا و پیداوار وغیرہ گو اس بستی کو بلحاظ اپنی پستی کے جو بہت نشیب مین واقع ہے آب وہوا کے لحاظ سے مرطوب کثیف ہونا چاہیے تہا لیکن بخلاف اوسکے ہوا یہان کی نہایت ہلکی لطیف اور پانی بہت سبک لذیذ ہوا مین فرحت اور پانی مین عجیب قوت ہے خصوصاً بہوت بادلی جسکو عرف مین دودہ باؤلی ہی کہتے ہین اسکا پانی بستی کے اکثر باولیون سے ہلکا اور ہاضم اچہا ہے -

پیداوار - یہان جوار - گیہون - چنا - باجرہ - مونگ - السی وغیرہ بکثرت ہوتا ہے - شکر اور گڑ عجیب قسم کا دانہ دار ہوتا ہے جو علاقہ تلنگانہ مین غالباً میسر نہین ہو سکتا - اکثر باغات کا سلسلہ بستی کے قرب وجوار مین ہے اور زیادہ تر

جام - بیر - انار یہان ہوتے ہین ہر موسم مین ترکاری عمدہ اور سستی ملتی ہے لوگ یہان کے محنتی اور قوی ہی ہوتے ہین
اور زیادہ تر انکی طبیعت محنت کے طرف راغب رہتی ہے -
یہان ہتہیار وغیرہ مثل تلوار - گپتی - جنبیہ وغیرہ کے تیار ہوتے ہین وہان کے مزارعین کا مقولہ ہے کہ مسلمان
اکثر کاہل اور بہت کم زراعت کی طرف توجہہ کرتے ہین عموماً منشی پیشہ لوگ ہین - تعداد مین ہندو بہ نسبت مسلمانون کے زاید
ہین - تجارت پیشہ بہی عموماً یہی لوگ ہین ساہوکار بہی کسیقدر یہان ہے معتبر اور صاحب دول ہی اگر کچہہ لوگ ہین تو
مارواڑی یا اور دیگر اقوام کے ہین جنکی جائداد لاکہہ لاکہہ روپیہ سے کم نہین ہے زبان یہان کی مرہٹی - کنڑی ہے -
اردو بہی بکثرت بولی جاتی ہے سرکاری دفاتر بالکل اردو مین ہین -

بستی کی موجودہ حالت | آبادی اس بستی کی بالکل نشیب مین ہے دور سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کچہہ نہین ہے تاوقتیکہ
قریب قریب بستی کے نہ آئین - گو اسوقت بستی کے (۶) دروازے قایم ہین اور کہین کہین قدیم آثار اس بستی کے
اطراف حصار کے بہی معلوم ہوتے ہین - جس سے ثابت ہوتا ہے کہ گذشتہ زمانہ مین ضرور کبہی نہ کوئی حصار ہوگا -
لیکن آج اسوقت اس چپل سینڈ کے قدرتی حصار کے سوا اور کوئی حصار بستی کی حفاظت کا نہین ہے -
یہہ بستی بیدر سے (۲۰) کوس کے فاصلہ پر ہے جس کے دشوار گذار راستے ہین جو روڑون پتہرون سے
پٹا پڑا ہے (۲) مسافرخانے ملتے ہین جو خاص (ہشلین) مسافرین کے لئے بنائے گئے ہین اور تیسرا مسافرخانہ اس
بستی کے باہر ایک بلند ٹیلہ پر ہے جہان بکثرت مسلمانون کی قبرین اور ایک درگاہ شاہ محمد قادری کی ہے -
بستی کے عام کشادہ چار راستے ہین جنکی وسط مین ایک (چوبارہ) بیدر کی طرح یہان بہی ہے - یہہ ایک
قدیم عمارت اور ایک پتہر کے بلند چبوترہ پر واقع ہے صرف اِس کی ایک برج نما شکل ہے جسمین کسیقدر رہنے کی بہی
جگہہ ہے چنانچہ اسوقت اسمین تہانہ پولس ہے کل اسکی بلندی سطح زمین سے (۱۰۰) فٹ ہے اور عرض (۲۵) فٹ
جب ہم چوبارہ سے جانا چاہین تو راستون کی اسطرح تقسیم ہوگی -
(۱) پہلا راستہ چوبارہ سے دیونی دروازہ جاتا ہے -

(۲) دوسرا راستہ قلعہ کے دروازہ کو جاتا ہے۔

(۳) تیسرا راستہ چوبارہ سے تالاب دروازہ کو جاتا ہے جس کے باہر ایک وسیع تالاب ہے۔

(۴) چوتھا راستہ چوبارہ سے نٹری بن دروازہ کو جاتا ہے۔ سڑکین پتھر ملی اور راستے کشادہ ہین۔ اکثر عمارتین قدیم اور بالکل شکستہ اور ویران ہین۔ اور اکثر حصہ بستی کا اسوقت غیر آباد اور ہر جگہہ ویرانہ ہے۔ علاوہ ان چار بستی کے دروازون کے دو دروازے اور ہین۔

(۵) قندہاری دروازہ جسپر (کتبہ ہے)

(۶) پیٹھ دروازہ جسپر بھی کتبہ ہے۔

(کتبۂ قندہار دروازہ) یہہ کتبہ سیدھے جانب دروازہ کے ایک پتھر پر کندہ ہے۔

بحکم حضرت نواب مستطاب جہان ؛ بعہد عصر سزاوار ملک عالیشان ؛ بنا نمودہ حسن خان یکی مغل از قوم ؛ رواق تحفہ نمودہ در علی ساردان (یہان پڑہا نہین جاتا) پس از رواق بنا کردہ سال تاریخش ؛ بساط قصر تو لایق عبور شاہ شہان۔ سنہ ۱۲۱۰ھ

(کتبہ پیٹھ دروازہ) بتاریخ غرۂ شہر ربیع الاول سنہ ۱۱۰۲ یکہزار و یکصد و دو ہجری در قلعداری خان عالیشان قاسم خان باہتمام میر ابوالمعالی احداث یافت۔ سنہ ۱۱۰۲ھ

موجودہ مکانات اندرون قلعہ | (۱) بڑا محل۔ (۲) نقشی محل۔ (۳) فراش خانہ۔ (۴) باورچیخانہ۔ (۵) جامع مسجد۔ (۶) پہلے باہر کے دروازہ سے آخر اندر کے دروازہ تک قلعہ کے جو مکانات ہین۔ (۷) کوٹھہ۔ (۸) کوٹھہ سلاح خانہ۔ (۹) رنگین محل۔ (۱۰) مندر راودے گیر سوامی۔ (۱۱) باغ نگینہ عاشور خانہ۔

مکانات شکستہ۔ | (۱) مکان بی بی صاحبہ۔ (۲) شمشاد بی کا محل۔ (۳) کچہری نواب جہانگیر یار جنگ قلعہ دار۔ (۴) کچہری نواب سزاوار الملک۔ (۵) روشن محل۔ (۶) پنجہ خانہ جو باغ نگینہ مین واقع ہے۔

تعداد چاہ جس مین اُتر سکتے ہین۔ |

کُل باؤیان جو بستی مین ہین (۱۵) ہین جنکے موجودہ نام حسب ذیل ہین:-

(۱) بیچی باؤلی - یہہ باولی متصل ہے درگاہ حضرت خواجہ صدرالدین بادشاہ صاحب قادری قدس سرہٗ جس کی تین سیڑہیاں ہین - اور تین سیڑہی کی باؤلی بہی اوسکو کہتے ہین - اور پانی بہت ہی اوپر ہے جس کی تہہ پانی کی بیرونی سطح سے کوئی (۲) گز نیچے ہوگی اور لطف یہہ ہے کہ ہر موسم مین ایک ہی مقدار کا پانی اسمین رہتا ہے اور ہمیشہ ملتا ہے - (۲) بہوت باؤلی - جسکو دود باؤلی بہی کہتے ہین کیونکہ پانی اس باؤلی کا نہایت لذیذ ہے -

(۳) بیر سندہی باؤلی - (۴) حضرت چاند صاحب کے درگاہ کی باؤلی - (۵) گندہ باغ کی باؤلی - (۶) راج محل باؤلی (۷) خطیب کی باؤلی - (۸) ہوگی ساہی کی باؤلی - (۹) مرکہن گلی کی باؤلی - (۱۰) دہرم سدین کی باؤلی (۱۱) مومن گلی کی باؤلی - (۱۲) دیسکہہ باغ کی باؤلی (۱۳) دہیاپور باؤلی - (۱۴) رستم باؤلی - جو شکستہ حالت مین ہے - (۱۵) رکیڑی باؤلی - جو قریب بہوت باؤلی کے ہے شکستہ حالت مین ہے -

قلعہ اُدگیر کی موجودہ صورت یہہ قدیم قلعہ ابہی تک نہایت مستحکم ہے اور بستی کے جنوبی جانب ایک بہت بڑے نشیب مین واقع ہے جس کے اطراف خندق محیط ہے کل زمین اس قلعہ کی (   ) مکسر ہے - خندق کی گہرائی (۴۰) فٹ ہے اور عرض (۲۰) فٹ فصیل قلعہ (۳۰) فٹ بلند ہے اس کے چار مشہور برج حسب ذیل ہین -

(۱) جمنا برج - اس کے اوپر ایک توپ (   ) فیٹ لانبی ہے - جسپر کتبہ بخط نسخ لکہا ہوا ہے اور علاوہ اس کے ایک اور توپ بہی ہے -

(۲) مانک برج - یہہ بیچارہ توپ کے بار سے ہلکا ہے -

(۳) گیتی برج - اسپر دو توپین ہین ایک کا نام شیر بچہ اور دوسری بے نام ہے -

(۴) فتح برج - جسپر ایک توپ لگی ہے مستطیل علاوہ اس کے ایک توپ جسپر کوئی کتبہ نہین ہے قلعہ کے اندرونی دروازہ مین گاڑی پر رکہی ہوئی ہے -

ایک تحصیل کی کچہری مین شکستہ توپ پڑی ہے -

اب کونہون کے اوپر جو برج ہین وہ کُل پندرہ ہین -

یہہ قلعہ بستی کے جنوبی جانب واقع ہے اور راستہ اِس کا چوبارہ سے قلعہ دروازہ کو ہوتا ہوا ایک بہت بڑے نشیب مین پہونچتا ہے جہان پر اکثر قدرتی زمین کے ٹیلون کے نشیب و فراز نے اس کے مستحکم قدیم دیوارون کو ہیبت ناک بنا دیا ہے - خندق کی نسبت اور گہرائی بہی اسقدر ہے کہ اِس کے بلند کنگورونپر سے دیکہنے مین آنکہین پتہرا جاتی ہین چکر آنے اور آنکہون مین اندہیرا چہانے لگتا ہے کُل دور اسکا تکسیر (۴۰۰) سراسری گز ہے پہلے ایک بہت بڑی سنگ بستہ کمان ملتی ہے جس سے گذرنے کے بعد سامنے سے قلعہ کا پہلا دروازہ کوئی (۵۰) قدم کے بعد دکہائی دیتا ہے - لیکن ہم ابہی دروازۂ قلعہ تک پہونچ نہین سکتے تا وقتیکہ قلعہ کے خندق کو طی نہ کرلین جسپر ایک پل بنا ہوا ہے - اس کمان کے مقابل کچہہ قدیم افتادہ شکستہ مکانات ہین جس کی اسوقت بالکل چہت گر گئی ہے - اور عقب مین اوس کے ایک عاشورخانہ ہے غرض کہ جسقدر اِس کمان کے مقابل کا حصہ ہے وہ باغ نگینہ کہلاتا ہے ہمکو یہہ معلوم نہین ہوسکا کہ اسکی وجہہ تسمیہ کیا تہی اور کسکا یہہ بنایا ہوا ہے قلعہ کی بیرونی دیوارون مین اکثر جابجا دیول کے پتہر نصب ہین جسپر ہاتی وغیرہ کی صورتین نہایت صنعت سے تراشے ہوئے ہین - کہتے ہین کہ یہہ پتہر ایک قدیم بہوانی کی دیول توڑوا کر منگائے گئے ہین جسکی نہایت مستحکم اور شاندار عمارت اس نواح مین تہی -

پہلا دروازہ اس کا جو خندق کے طی کرنے کے بعد ملتا ہے نہایت استحکام کے ساتہہ بڑی ثابت قدمی سے کہڑا ہوا ہے اور بالکل لوہا اسپر جڑا ہوا ہے اس دروازہ کے اندرونی حصہ مین (۶) کمانین ہین جس مین بدستور قدیم ابتک قلعہ کے احشام کے لوگ رہتے ہین - دوسرا دروازہ بہی ویسا ہی شاندار ہے جیسا کہ پہلا تہا لیکن اِس مین صرف دہنے بائین جانب (۲) کمانین ہین اور سامنے کچہہ وسعت بہی ہے تیسرا دروازہ اِس قلعہ کا جو بہ نسبت اون دو دروازون کے بلند و مستحکم ہے اندہیرہ دروازہ کہلاتا ہے جس کی بلندی غالباً (۱۰۰) فیٹ کی ہے -

اس کے اندرونی جانب دو طرفہ کمانین ہین جن گے اوپر چہت بہی ہے اور یہی وجہہ ہے کہ اسمین اندہیرا رہتا ہے ایک چہوٹی سی توپ اس کے ایک کمان مین گاڑی پر رکہی ہوئی ہے اور کچہہ لوگ بہی ان کمانون مین رہتے ہین غرض کہ جب ہم ان (۳) دروازون سے گذر جائین تو حسب ذیل ہمکو قلعہ کے اندرونی مکانات دکہائی دینگے جن کے آج گرے ہوے درودیوار کے شکستہ آثار اور جن کے چونے مٹی کے ڈہیر اور پتہر کے روڑون کے انبار کی قدامت کے سوا اور کوئی ثبوت نہ مل سکیگا ۔

ہان بعض ایسے مکانات بہی ہین جسپر کسی نہ کسی قسم کا کتبہ ہے جس سے اون کے قدیم حالات کا ایک نہ ایک ثبوت مل سکتا ہے ۔

مندر اودے گیر سامی تہوڑی دیر کے لئے تم قلعہ کے پہلے دروازہ کے طرف چلو جس کے سیدہے جانب سے ایک راستہ بطور گلی کے مستطیل چلا جاتا ہے یہہ راستہ اودے گیر باوا کے مندر تک پہونچاتا ہے اور فصیل قلعہ کے گرد اگرد ہے یہہ مندر کوئی (۶۰) فیٹ فصیل کے نیچے واقع ہے جس کے سامنے ایک مربع باؤلی سیڑہیون کی بنی ہوئی ہے پانی کسیقدر خراب اور یہہ بہہ کر باہر خندق مین چلا جاتا ہے ۔ اسوقت تک ایک گوسائین یہان کی جاروب کشی کرنے کے لئے پڑا رہتا ہے ۔ کچہہ معاش بہی سرکار سے اس مندر کے متعلق ہے ۔

یہہ وہی اودے گیر باوا ہین جن کی نسبت لوگون کا بیان ہے کہ (۸۰۰) برس پہلے یہان آئے تہے پہر یہین سکونت اختیار کر لی اور جن کے نام سے یہہ بستی آباد ہوئی ۔

مکان کچہری دوم تعلقدار صاحب بیدر یہہ مکان جسمین اسوقت کچہری دوم تعلقدار صاحب کی ہے کچہہ درست کر لیا گیا ہے اور قلعہ کے اندہیری دروازہ پار ہونے کے بعد سیدہی جانب ملتا ہے دالان و پیش دالان جلوخانہ کے طور پر ہے جسمین کل (۶) کمانین فیل پایہ کے ہین اور اوپر اس کے ایک بنگلہ ہے جسمین جہانگیر یار جنگ کی کچہری ہوا کرتی تہی اور حال مین نادر علی میرزا دوم تعلقدار کے رہنے کی جگہہ تہی ۔ اسوقت یہہ مکان خراب و افتادہ ہے ۔

مکان سزاوار الملک سزاوار الملک جہانگیر یار جنگ کے دادا تہے جنکا یہہ مکان بنایا ہوا ہے اور یہہ مکان

برج گرد بیچ کے عقب مین واقع ہے - اِس مکان کا ایک اندرونی راستہ اُسی پہلے مکان سے ہو کر جاتا ہے -
اور ایک راستہ اِسکے بازو سے - لیکن یہہ مکان تین مکان اوپر کے طے کرنیکے بعد ملتا ہے جسکا پہلا دروازہ محض
ایک پتھر کی کمان ہے جو (۷) فٹ طول اور ۴ ½ فٹ عرض مین ہے -

اِس کمان کے اوپر ایک ہشت پہلو پتھر کا حوض نہایت خوبصورتی سے تراشا ہوا ہے -

اور کمان سے سیدہے جانب ایک سبز پتھر پر نہایت عمدہ خطِ نستعلیق سے کتبہ شاہِ جہان کے
وقت کا کندہ ہے - اور کمان کے اوپر بہی کچھہ لکھا ہوا ہے -

کتبہٗ کلان | در عہد حضرتِ سلیمان الزمانی صاحب قران ثانی شاہِ جہان بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ
عمدۃ الملک خانِ دوران بہادر نصرت جنگ بتاریخ ہفتم شہر جمادی الاول ۱۰۴۹ھ فتح برج قلعہ ادگیر رانہ ساعت
بر آمدہ مفتوح ساخت وبتاریخ چہارم شہر مذکور سنہ الیہ حسب الحکم جہان مطاع قلعہٗ مذکور حوالہ کمترین خانہ زادانِ
درگاہِ معلی - مغل خان - زین خان - کوکہ - شد - آن برج را در شہر ذو القعدہ ۱۰۴۹ھ باتمام رسانید -

اِس پتھر کے چار گوشون پر یہہ اسماء ہین - یا معین - یا فتاح - یا رفیع - یا کریم -

یہہ کتبہ زین العابدین کا لکھا ہوا ہے جسکا نام بہی درج ہے اِن کتبہ جات سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ
مکان دراصل ۱۰۴۹ھ مین بنایا ہوا ہے جسکو (۲۲۹) سال کا عرصہ ہوتا ہے - اور یقیناً جب اِس قلعہ کو مرتضیٰ
نظام شاہ والی احمد نگر نے فتح کیا تو غالباً ملک مرجان کے وساطت سے جو اونکا ایک اہلکار ہوگا اِس عمارت کی
بنیاد پڑی کیونکہ الفاظ کتبہ کمان کے اسباب کو ظاہر کرنے مین کہ مکان سزاوار الملک کا بنایا ہوا نہین ہے
ہمنے جو اِس مکان کو سزاوار الملک کیطرف منسوب کیا وہ اسوجہہ سے ہے کہ عموماً یہان کے لوگ اسکو سزاوار الملک کا
مکان بتلاتے ہین ممکن ہے کہ اس کے بعد سزاوار الملک اِسمین سکونت پذیر ہوے ہون کیونکہ وہ بہی یہان کے
ایک قلعدار تہے - کمان کے بازو کا جو ایک کتبہ ہے وہ درحقیقت شاہِ جہان کے فتوحات کا شاہد ہے نہ اِس
مکان کے بانی کا بتانے والا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی وجہہ سے یہہ کتبہ یہین لگا دیا گیا -

سیدہی جانب کی کمان۔ شاہِ عالم مرتضیٰ نظام شاہ سلطانی* این عمارت شد ز مرجان فرمان عالی

بائین جانب - کہ این رواق زد خانہ بزینت - ازطفیلِ علی والعلیت -

اس کمان کے مقابل ایک بنگلہ ہے جو ابتک درست ہے یہہ بنگلہ اوسی نیچے کے مکان پر واقع ہے جسمین دوم تعلقدار کی کچہری ہے جسکا ہمنے پہلے ذکر کیا - اس مکان کے پہلو مین ایک قطعہ اور ہے لیکن بہت خراب ہوگیا ہے - جب ہم اس مکان کے اندر ہوجائین تو اپنے آپ کو ایک وسیع میدان مین پائینگے جس مین ایک سنگ بستہ چبوترہ پر ایک عالیشان عمارت ہے جسکا طول (۶۰) فٹ اور عرض (۴۰) فٹ ہے اور جس کے (۴) درجہ مین دالان در دالان اُوپر کا حصہ بالکل کہلا ہوا ہے جسمین فیل پایہ کے کمانین ادتارے ہین کل (۱۷) کمانین اور (۶) حجرہ ہین جنکی چہت بالکل گرگئی ہے دیوارین صرف قایم ہین - سامنے ایک چبوترہ ہے - جس کے نیچے ایک چہوٹا سا پتہر کا حوض ہے جو (۵) فٹ طول و عرض مین ہی ہوگا - غرض کہ مکان کی بالکل حالت شکستہ و بوسیدہ ہے اور اسمین ایک عجیب حمام خانہ ہے -

حمام خانہ سنر اوار الملک

اس مکان کے اندرونی حصہ مین جنوبی جانب ایک مستحکم دو منزلہ عمارت ہے جو صرف حمام کے لئے بنائی گئی تہی - پانی جو اس مکان پر چڑہایا گیا ہے وہ عجیب صنعت سے ہے کہ چہت پر اس مکان کے کوئی (۶) فٹ طول اور (۴) فٹ عرض کا ایک سنگ بستہ حوض ہے جسمین (۲) نل لگے ہوے ہین اور پہلو مین اس حوض کے کوئی (۲۰) فٹ گہرا ایک مخزن خزانہ پانی کا بنایا گیا ہے جسمین دو پتہر موٹ کی لکڑی کے قایم کرنے کے معلوم ہوتے ہین اس مخزن مین ایک پتہر کی کمان شمالی جانب خندق کے طرف ہی منہہ کئے کرنے کو کہڑی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یا تو اس خندق مین کوئی باؤلی تہی جسکا پانی اس مخزن مین جمع ہو کے اوپر کے حوض مین پہونچکر نیچے کے حمام مین جاتا تہا یا حسبِ بیان یہان کے لوگون کے اندہیری باؤلی کا پانی بذریعۂ نل یہان آتا تہا - یہہ باؤلی اُدگر باوا کے دیول کے ایک جانب ہے اسمین شک نہین کہ نہایت نشیب کا پانی اس بلندی پر چڑہایا گیا تہا

* یہہ پادشاہ بیٹا شاہ علی بن برہان شاہ اول کا ہے جسکی تخت نشینی عہد عنبر حبشی ور لجو دکہنی کی وجہہ سے ہوئی اور شاہ جہان کا ہمعصر تہا "

جس کے نلون کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ قدیم ہندوستان کی صنعت آب پاشی وغیرہ فن تعمیر ہی کچھ بُری نہ تھی بلکہ بہ نسبت حال کے اوس مین کسیقدر استحکام زاید تہا۔

خاتم خان قلعہ دار کا ایک قدیم مکان یہہ مکان بالکل منہدم ہے اور سزاوار الملک کے مکان مین جانے سے پہلے ہمارے دہنے جانب ملتا ہے اور دو منزلہ ہے دونون حصے اوس کے گر پڑے ہین صرف دیوارین کہڑی ہین۔ جنپر قدیم گلکاری کے کچھہ کچھہ نشانات کہین کہین پائے جاتے ہین۔

مکان کے احاطہ کی دیوارون مین ایسے خانے بنے ہوے ہین جیسے بقال اپنی دوکانون مین بنالیا کرتے ہین اسی بنا پر لوگون کا گمان ہے کہ یہہ مکان کبوترخانہ تہا اور عجب نہین کہ ایسا ہی ہو۔ لیکن ہم جب اس مکان کے کتبہ پر نظر ڈالتے ہین تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ حقیقۃً یہہ مکان عالمگیر بادشاہ کے وقت کا ہے جس کو خاتم خان نے ۱۰۹۴ھ مین لیا ہے۔ شاید بعد کو رفتہ رفتہ قلعہ دارون یا نوابون نے اس کی حیثیت بدل کے کبوترخانہ کر لیا ہو۔ ورنہ عالمگیر کا زمانہ اور کبوترخانہ کے لئے ایسی عمارت کا بنانا ممکن نہ تہا۔ کیونکہ عالمگیر ان فضول مدات کے لئے رقم کی منظوری کبھی دینے والا نہ تہا

کتبۂ مکانِ مذکور یافت در عہدِ شاہِ عالمگیر ؛ قلعہ داری قلعۂ اُدگیر ؛ کمترین خانہ زاد خاتم خان ؛ کہ پُران اعتقاد داشت ضمیر ؛ در سنِ الف اربع وتسعین ؛ کردہ این قصرِ دلکشا تعمیر۔ ۱۰۹۴ھ (کتبۂ محمد عارف)

اِس مکان کے بیرونی حصہ مین ایک پتھر پر یہہ کتبہ ہے (ولد دوست بیگ قومِ مغل) ظاہراً ہین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شعر شاید یون ہو۔ کمترین خانہ زاد خاتم خان ؛ دید دوست بیگ قوم مغل۔ غرضکہ صحیح پڑھا نہین جاتا۔

رنگین محل یہہ مکان چاندنی برج کے متصل ہے جسکا برج کا برج کے جنوبی جانب واقع ہے۔ مکان تہوڑی سی بلندی پر ہے اور تین چھوٹے چھوٹے گنبد نما اس مین کمرے ہین۔ جس مین آدمی بدقت جاتا ہے اوپر بھی اِس کے ایک درجہ ہے جہان کہڑے ہونے سے خندق کی سیر دکہائی دیتی ہے اور دور دور تک

نظر جاتی ہے - مکان بالکل بوسیدہ اور افتادہ ہے اِس مکان کے متصل ایک چھوٹا سا بُرج ہے
جس پر ایک چھوٹی سی توپ بہی رکہی ہوئی ہے اور مکان کے سامنے ایک دیوار قایم ہے جس مین اِس
وقت تک (۶) روشن وان نمودار ہین یہہ مکان بالکل کچہری تحصیل تعلقہ اُدگیر سے متصل ہے -

فراش خانہ جس مین کچہری تحصیل ہے | یہہ مکان رنگین محل سے متصل ہے اور بیرونی دروازہ اسکا شرقی
جانب واقع ہے جس کے اندر ایک وسیع صحن ہے جن کے وسط مین ایک خوشنما حوض بنا ہے مکان کا
رخ بہی شرقی اور ایک سیدہی لین کی طرح مستطیل ہے جس مین اِسوقت کچہری تحصیل ہے یہہ
مکان بالکل درست حالت مین ہے -

نواب جانی کا بڑا محل | یہہ مکان ایک وسیع چبوترے پر جسکی بلندی کوئی (۵) فٹ سے متجاوز ہوگی واقع
ہے اور کچہری دوم تعلقدار صاحب کے مکان کے عقب مین ہے جس کا پہلا دروازہ نہایت شاندار اور
صحن بہی اس کا بہت وسیع ہے - اس مکان کے دو حصے ہین -

(۱) پہلا حصہ اِس کا جنوبی جانب اور دوسرا شمالی جانب واقع ہے وہ مکان جس کا رُخ جنوبی
جانب واقع ہے دالان پیش دالان اور ایک وراندہ پر منقسم ہے - بالکل اِس مکان کی وضع مسجد نما ہے
اور ہر درجہ مین فیل پایہ کے (۲-۳) کمانین ہین اور دونون طرف دو حجرے ہین سامنے برآمدہ کے کوئی
بارہ فٹ طول اور (۷) فٹ عرض کا ایک سنگ بست حوض ہے - غرض کہ اِس مکان کا تمام حصہ بالکل
صحیح وسالم اور جوں کا توں قایم ہے - کہتے ہین کہ اِس مکان کو نواب جانی نے جو یہان کے قلعہ دار تہے
بنایا تہا -

(۲) دوسرا حصہ اِس مکان کا بالکل اوس پہلے حصہ کے مقابل اور اِسکا رخ شمالی جانب ہے -
یہہ مکان بہ نسبت اوس مکان کے بالکل شکستہ ہے یہان تک کہ چہت بہی باقی نہین رہی ہے -

اچھی بیگم کی پہاڑی | اسی دوسرے قلعہ کے متصل ایک سرمنزلہ قلعہ ہے جس کے دیکھنے سے معلوم

ہوتا ہے کہ وہ خاطر خواہ یقیناً ایک تفرج گاہ تہا - اِس مکان کا رخ شرقی ہے جہاں سے خندق کا وہ حمام نظر آتا ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے - یہہ مکان بہی درست اور قابل دید ہے -

ایک عمیق باولی محل سے متصل | بڑے محل کے بیرونی جانب باہر کے دورہ سے ملی ہوئی ایک وسیع باولی ہے - جسکا پانی بذریعہٗ موٹ کشی بڑے محل کے حوض مین لایا گیا تہا اور باولی کے متصل بہت نشیب مین ایک سنگ بست حوض ہے جسمین غالباً باولی کا پانی آیا کرتا تہا - اور بذریعہٗ نل بڑے محل کے حوض مین جایا کرتا تہا جس کی حالت اسوقت بالکل افتادہ ہے -

جامع مسجد اندرون قلعہ | کچہری تحصیل سے متصل یہہ مسجد واقع ہے اور (۳) کمانین اِس مین ہین یہہ مسجد بحالہ قایم ہے - اور بڑے محل کے محاذی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوس باولی کے حوض کا پانی غالباً نمازیون کے کام آسکتا تہا -

روشن محل جسکو جہانگیر یار جنگ نے بنایا ہے - | یہہ شخص یہان کا قلعہ دار تہا جس کا ہم نے تفصیلی ذکر کیا ہے یہہ مکان جامع مسجد کے مقابل ہے جس کے سامنے دو تین قدیم کوٹہہ غلہ کے ملتے ہین جن مین صرف ایک ایک کہڑکی لگی ہے اور اندرونی حصہ علاوہ نشیب مین ہونے کے وسعت مین بہی بہت بڑا ہے جس کے اندر پہلے قلعہ دار کے وقت مین غلہ وغیرہ رکہا جاتا تہا آج اِسوقت گو بحالہ قایم مگر بیکار - انہین کوٹہون کے پہلو مین ایک دروازہ ملتا ہے جس مین سے گذرنے کے بعد روشن محل ملیگا - اِس مکان کے دو حصے ہین وہ حصہ اسکا جسکا جنوبی اور شمالی رخ ہی روشن محل کہلاتا ہے - جس کی عمدہ کرسی اور عمارت ایک (۵) فٹ کے اونچے چبوترہ پر واقع ہے چہت بالکل گرگئی ہے - صرف اِسوقت دیوارین قایم ہین - دالان پیش دالان کے طور پر اس کے دو حصے مین جس کے اندر کل (۱۰) کمانین ہین جو فیل پایون پر قایم ہین ہر حصے مین اس کے گچ کا کام نہایت خوب صورتی سے کیا گیا ہے خصوصاً اس مکان کے دونون طرف جو دو دروازہ نما شکلین صفائی سے

بنائے گئے ہین وہ قابلِ دید ہین -

ایک سنگ بست مربع حوض چبوترہ پر پیش دالان کے سامنے جو کوئی (۵) فٹ طول و عرض مین ہوگا بنا ہوا ہے اور ابتک اچھا ہے غرض کہ اس مکان کی موجودہ حالت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ کچھہ ایسی زیادہ پرانی عمارت نہین ہے -

دوسرا حصہ اِس مکان کا جو دونون ایک ہی کمپونڈ مین واقع ہے اوس پہلے قطعہ کے مقابل ہے جس مین جہانگیر یار جنگ کے زمانہ مین کچہری تہی اس مکان کے دو درجے ہین اور اطراف بنگلہ نما قطعات مین پیش دالان کے داہنے بائین جانب بہی دو بنگلہ نما قطعات ہین اور دونون جانب سے چڑہنے کے لئے سیڑہیان بنی ہوئی ہین - غرض کہ مکان گو چہوٹا ہے مگر خوشنما ہے اِس مین بہی گچ کا کام بڑی نقاشی سے کیا گیا ہے

مکان دلاور النسا بیگم | یہہ مکان اوس محل کے بیرونی دروازہ کے مقابل واقع ہے جس کی حالت ابتک قدرے شکستہ اور بہت کچھہ صحیح ہے اِس مکان مین ابتک سماۃ چند ابو جنکی عمر (۸۰) برس کی ہوگی رہا کرتی ہے کہتے ہین کہ یہہ سماۃ جہانگیر یار جنگ کی بہو اور نواب جانی کی زوجہ تہی - سماۃ کی حالت اِس وقت نہایت مجنونانہ ہے چنانچہ مین جس وقت اِس مکان مین گیا تو اُس نے پتہر برسانی شروع کی -

۵ افسوس کہ کسی کی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ رئیس کا عروج پہر بہی دیکھا تو دو پہر دیکھا - کیسا انقلاب زمانہ ہے کہ آناً فاناً مین کیا کا کیا ہوجاتا ہے - اِنسان کو ہمیشہ ایک حالت پر رہنے کا کبہی ہرگز ادعا نکرنا چاہئے - کیونکہ زمانہ کی طبیعت بالکل اِس کے خلاف ہے -

شمشاد محل | یہہ نام خود اس کے بانی کا پتا بتلاتا ہے کچھہ عجب نہین کہ شمشاد بیگم نے جو انہین قلعہ دارون کے رشتہ دار ہو اوسینے بنایا ہو - غرض کہ اس مکان مین جانیکا راستہ دلدار بیگم کے مکان مین سے ہے اور پہلے اِسکا راستہ ایک دوسری طرف سے تہا جس کا دروازہ ابتک اِس کا شاہد ہے - یہہ مکان بہی ایک بلند چبوترہ پر واقع ہے اور دالان در دالان مثل کمانون کے ہین جنکی کل کمانین (۱۰) ہین اور ہر دو جانب ایک ایک حجرہ ہے

چبوترہ پر ایک گچ کا حوض ہے شل اونہین مکانات کے جنکے فوٹو ہم اوتار تے چلے آتے ہین مکان کی چہت بالکل بگڑی ہوئی ہے صرف اسوقت دیوارین قایم ہین کہا جاتا ہے کہ شمشاد بیگم چند ابو کی ساس اور جہانگیر یار جنگ کی زوجہ تہین - غرض کہ قلعہ کے اندر اور بہی ایسے مکانات افتادہ و شکستہ پڑے ہین کہین مٹی پتہر کے انبار کہین در و دیوار کے آثار باقی ہین کوئی اس قابل نہین کہ دیکہا جائے -

قلعہ کے توپون اور برجون کی حالت	کُل اس قلعہ مین چہوٹے (۱۰) برج ہین جن پر ہلکی ہلکی توپین رکہی ہوئی ہین - اور بڑے چار برج ہین -

(۱) گیتی برج - یہہ برج بہت بڑا اور مستحکم ہے جس پر ایک توپ (۷) فٹ طول کی رکہی ہوئی ہے اور جس کے دہانہ کی وسعت بہی (۹) انچ ہے - اور اطراف اِس کے (۳) چہوٹے چہوٹے جزایل رکہے ہین یہہ برج اوس حمام خانہ سزاوار الملک کے عقب مین ہے جسکا نقشہ اوپر کہینچا گیا اِس برج کے بڑی توپ کا نام شیر بچہ ہے -

(۲) برج مگر دہچہ - یہہ برج بہی بہت بڑا ہے اور مکانِ سزاوار الملک کے عقب مین واقع ہے اسپر ایک توپ پچر س کی نہایت عمدہ بڑی صنعت سے بنائی ہوئی موجود ہے جسکا طول (۱۱) فٹ (۹) انچ ہے - اور دہانہ کوئی (۶) انچ ہوگا - اور علاوہ اس کے ایسے برج پر ایک اور چہوٹی توپ ہے جو غالباً (۷) فٹ طول اور (۴) انچ کا دہانہ رکہتی ہے - یہہ برج ابتک مستحکم اور بحالہٖ قایم ہے اِس برج کو مگر دہچہ کہنے کی یہہ وجہہ ہے کہ اس کی توپ بالکل مگر کے مشابہ ہے -

(۳) چاندنی برج - یہہ برج سب برجون سے بڑا اور مکان سزاوار الملک سے غربی جانب اور کچہری تحصیل کے متصل ہے - اسپر ایک بڑی توپ کوئی دس فٹ طول اور چہہ انچ کے دہانہ کی ہے اور اسی توپ کے تہوڑے فاصلہ پر ایک اور توپ ۶ ½ فٹ (۹) انچ دہانہ کی رکہی ہے - اسپر عربی الفاظ کا کتبہ ہے جو پڑہا نہین گیا

(۴) ہنگ برج اسپر بہی ایک توپ رکہی ہے لیکن کسی قسم کا کتبہ اوسپر نہین ہے اسیکو فتح موج بہی کہتے ہین

موجودہ قلعہ کی فصیل چارون طرف سے مستحکم ہے اور کہین کچھہ گرا ہوا نہین ہے۔ گو توپین کہین کہین
متفرق پڑی ہوئی ہین لیکن برجون کی حالت بدستور اچھی ہے۔ ہمنے جہان تک غور کیا اس قلعہ کو مستحکم پایا
اور تہوڑی سے درست کرنین اچھا ہو سکتا ہے۔

جہانگیر یار جنگ کا حمام | یہہ مکان قلعہ کی خندق کے اوس حصہ مین واقع ہے جو گردیج برج کے نیچے ہے
اس مکان کی پشت بالکل حصار خندق سے ملی ہوئی ہے اور رخ اِسکا غربی ہے گو اسوقت اِس مکان کے
چارون طرف چپل سینڈ اوگی ہوئی ہے اور بہ دقتِ تمام انسان گذر سکتا ہے تاہم اوسکو ہم نے دیکھا اور اوس کی
صحیح پیمایش بہی ہم کرتے ہین۔ لیکن اِن سب امور سے پہلے یہہ واقعہ مقدم ہے کہ گو آج تک یہہ مکان یہان نزدیک
و دور جہانگیر یار جنگ کا مشہور ہے مگر ہمکو شبہ ہے۔ کیونکہ اولاً یہہ کہ اوسکا دماغ تعمیر سے بالکل غیر مانوس تہا۔ اور
ثانیاً یہہ کہ اوس کے خیالِ تعمیر سے بالکل یہہ مکان مغایر ہے اور قطع نظر اِن سب باتون کے جہانگیر یار جنگ کا
زمانہ سب سے آخر کا ہے۔ اور یہہ عمارت بلحاظ اپنی موجودہ صورت کے بہت قدیم معلوم ہوتی ہے ہمارا یہہ قطعی
خیال ہے کہ غالباً یہہ عمارت حسام الدین کی بنائی ہوئی ہوگی۔ اور عجب نہین کہ ہمارا یہہ خیال صحیح ہو۔ کیونکہ باغ
حسام کی جو عمارت ہے اوس سے اِس بات کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہہ عمارت اور حمام خانہ بہی اوسی کے
مذاق وخیال کے موافق ہے۔ ورنہ جہانگیر یار جنگ مین یہہ بات نہ تہی کہ اِس قسم کا مذاق اوسکی طبیعت مین
ہوتا بہرصورت کچھہ ہی ہو ہم اِس عمارت کا فوٹو حسب ذیل اوتارتے ہین۔

چہت | یہہ چہت جسپر اسوقت ہر طرف چپل سینڈ اوگی ہوئی ہے گچ اور چونہ سے بنی ہوئی ہے اور کوئی
(۴۰) فٹ طول اور (۱۰٫۳) فٹ عرض مین ہوگی اور سطح زمین سے اِس کی بلندی جس سے اس عمارت کی
بلندی کا اندازہ بہی ہو سکتا ہے کوئی (۲۰) فٹ ہے اِسپر (۲) قبہ گچ کے شل گنبد کے اٹھے ہوئے ہین۔ اور
اوپر تین روشندان رکہی گئی ہین۔ غربی جانب اوپر کے حصہ مین نیچے کے برآمدہ کی ایک چہت ہے جو
شل حوض کے معلوم ہوتی ہے۔ اوپر کے چہت سے نیچے اوترنے کے لئے کُل اسوقت (۱۳) سیڑہیان باقی ہین

اور آٹھوین دسوین سیڑہی کے پاس سیدہے جانب ایک چہوٹا سوراخ ہے جس مین سے دیکھنے سے ایک حوض کوئی پانچ فٹ طول (۴) فٹ عرض (۹) فٹ عمیق کا نظر آتا ہے - اور دونل کے آثار اسمین موجود ہین - ایک نل باؤلی کی جانب سے لایا ہوا معلوم ہوتا ہے جو اِس عمارت سے متصل ہے اور ایک نل شمالی جانب اِس حوض مین رکہا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اِس نل کے ذریعہ سے اندر کے درجون مین پانی جاتا تہا غرض کہ سیڑہیون سے اوترنے کے بعد اگر اِس مکان مین جانا چاہو تو اپنے سیدہے جانب جنوبی رخ پر چلے جاؤ جہان ایک دروازہ اسکا ملیگا -

مکان کی اندرونی حالت حمام کا نیچے کا درجہ تین درجون پر منقسم ہے جس کے پہلے درجہ مین آنے کے لئے ایک پتہر کی کمان کوئی (۸) فٹ طول (۷) فٹ عرض کی ملتی ہے جس مین سے گذرنے کے بعد ایک قطعہ مکان کا ہے جو (۲۰) فٹ طول (۱۰) فٹ عرض (۱۱) فٹ مرتفع ہے اس قطعہ کے وسط مین ایک پتہر کا حوض (۹) فٹ طول ۹ فٹ عرض کا ہے جس کی گہرائی بوجہہ مٹی بہر جانے کے معلوم نہین ہوسکتی اس قطعہ مین صرف ایک محراب ہے اور کوئی اوپر روشن دان نہین رکہا گیا - اِس قطعہ مین غربی جانب ایک دروازہ ہے جسکا راستہ دوسرے درجون مین پہونچاتا ہے - اور ساتہہ ہی اِس کے ہمکو ایک مستطیل گلی ملتی ہے جسکی انتہا مین پاخانہ ہے جہان پر ایک حوض پانی کا بنا ہوا ہے - اور ایک نل اوس مین ہے یہہ گلی کوئی (۴۲) فٹ طول مین ہے پاخانہ کا مکان کوئی (۹) فٹ طول (۵) فٹ عرض مین اور (۹) ہی فٹ اونچا ہوگا - اوپر ایک روشن دان ہے پہلے قطعہ کے عقب مین اوسی مستطیل گلی سے گذرنے کے بعد ایک دوسرا قطعہ ملتا ہے جس مین بہی ایک حوض کوئی ۶ فٹ طول ۹ فٹ عرض کا ہے گہرائی اس کی بوجہہ مٹی بہر جانیکے نامعلوم ہے اور دونل اِس حوض مین لگے ہوئے ہین - یہہ درجہ بہی بہ نسبت پہلے درجہ کے بحالہ قایم ہے اور نہایت مستحکم پتہر چونے سے بنا ہوا ہے - اِس درجہ کے بعد پہر تیسرا درجہ ہمکو ملیگا جو طول مین ۱۰ فٹ عرض مین ۹ فٹ بلندی مین ۱۱ فٹ ہوگا جسمین دو روشن دان اوپر ہین اور غربی جانب ۳ فٹ طول و عرض کے

ایک کہڑکی کہلی ہوئی ہے - اس قطعہ مین ایک حوض پتہر چونہ سے بنا ہوا کوئی ۵ فٹ طول ۴ فٹ عرض کا ہے جس مین ایک نل ہے اسی درجہ کے اندر سے ایک چہوٹا قطعہ معلوم ہوگا جہان صرف ایک حوض ۱۲ فٹ طول ۹ فٹ عرض ۶ فٹ عمیق کا دیکہو گے اِس حوض مین جانے کے لئے ایک کہڑکی قایم ہے اور پانی آنیکی (۶) نل لگے ہوسے ہین جو مکان کے بہت بلند دیوارون مین سے بڑی خوبی کے ساتہہ لگائے گئے ہین اوپر وسط مین ایک بڑا شفدان ہے اور سطح زمین مین کوئی ۴ فٹ مدور ایک سوراخ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہان ایک فولادی توا تہا - اور اسپر پانی گرم ہوکے یہان بذریعہ مختلف نلون کے ہر ہر درجہ مین پہونچ جایا کرتا تہا - غرض کہ یہہ وہی مخزن ہے کہ جہان سے پانی گرم ہوکے تمام درجون مین تقسیم ہوتا تہا - ہر درجہ اِس مکان کا ایک قابل دید و لایق نگہداشت ہے گو کسیقدر تعمیر طلب ہے مگر زیادہ صرفہ کی ضرورت نہین معلوم ہوتی اِس مکان پر کسی قسم کا کتبہ نہین ہے -

قلعہ کے جنوبی جانب کا ایک گنبد یہہ گنبد ایک میل کے فاصلہ پر ہے اور بہت نشیب مین ہے کہتے ہین کہ یہہ گنبد کسی نواب کا ہے اِسمین ایک قبر زنانی اور ایک مردانی ہے - گنبد بالکل مستحکم اور پتہر کا بنا ہوا ہے سطح زمین سے ایک چار دیواری چوکہنڈی (۱۵) فٹ بلند اور ۱۵ فٹ مربع ہے اوسپر گچ کا ایک انڈا کوئی ۵ فٹ کا ہے رکہا گیا ہے (۴) روشن دان اس گنبد کے اطراف ہین اور پتہر کی تراشی ہوئی کمانین (۱۶) ہین اندر کا حصہ ۱۲ فٹ مربع اور ۲۴ فٹ اونچا ہے - قبرین کوئی ۴ - ۴ فٹ کی لنبی اور ۳ - ۳ فٹ کی چوڑی ہونگی - سامنے اِس گنبد کے ایک پتہر کے چبوترہ پر ایک قبر ہے اِس گنبد کے ہر ایک پہلو مین ۹ - ۹ در ہین -

بارہ دری اِس مین کل ۱۲ کمانین پتہر کی کہلی ہوئی ہین اور بیچ مین ایک حصہ رہنے کا ہے جس کے چارون طرف چار دروازہ ہین اکثر اِسمین دیول کے پتہر جابجا نصب ہین - اندر کے درجہ کا ۱۲ فٹ طول و عرض ہے اور باہر کے درجہ جو مثل اِس کے پیش کی ہے ۲۴ فٹ طول و عرض مین رکہا ہے سطح زمین سے (۱۸) فٹ اونچا ہے - غرض کہ یہہ عمارت ہی پوری پتہر اور گچ کی ہے جسپر کسی قسم کا کتبہ نہین - اور بحالہ قایم ہے اس جگہہ جانے کے لئے کوئی راستہ نہین ہے صرف حمام خانہ سے اتر کے بدقت تمام زمین کا نشیب و فراز طی کرنا پڑتا ہے -

متعلق درگاہ جات

درگاہ حضرت خواجہ شیخ صدرالدین قدس سرہ

یہہ درگاہ بستی کے اندر قلعۂ اودگیر سے بجانب شمال تہوڑے فاصلہ پر نشیب مین واقع ہے جہان پانی کی اکثر جہیں رہا کرتی ہے - اور اطراف ایک قدیم قبرستان ہے - یہہ گنبد ایک بلند سنگ بست چبوترہ پر واقع ہے اور بحالہ قایم ہے اور سطح زمین سے غالبا (۱۰۰) فٹ سے متجاوز ہے چوڑائی ہی کوئی (۱۵) فٹ سے کم نہین اس مین ایک دروازہ نصب ہے جو گاسے بند اور گاسے کہلا یا جاتا ہے - ماہ رجب مین اس درگاہ کا عرس بہت دہوم دہام سے ہوتا ہے (۱۲۵) بگہ زمین انعامی اس درگاہ کے خادمون کے نام ابتک بحال ہے اور سرد ہی کے ہی (لہہ) ادا کرتے ہین کل زمین کا محاصل (ہہ) ہے اور اس گنبد پر کسی قسم کا کتبہ نہین ہے - ہان بعض بعض قبرین جو اس گنبد کے قرب وجوار مین البتہ اوپر اس قسم کے کتبہ پائے جاتے ہین جس سے قدامت کا پتہ مل سکتا ہے چنانچہ ایسی قبرین صرف دو ہی ہین جن کے کتبون کو ہم یہان نصب کرتے ہین -

کتبہ قبر عبداللہ بیگ جنکا ۱۰۱۹ھ مین انتقال ہوا -

(۱) ہر کہ از دنیا گذشت از بہر دین ٭ خانۂ عقبائی او معمور باد ٭ یارب آن مظلوم در روز جزا
با حسین ابن علی محشور باد ٭ چون شہادت یافت عبداللہ بیگ ٭ گفت ہاتف مرقدش پر نور باد -

یہہ املی کے درختون مین درگاہ کے چبوترے سے بجانب شمال کچھہ فاصلہ پر ہے جہان بکثرت قبرین ہین -

ایک دوسری قبر کا کتبہ

یہہ قبر حضرت ہی کے چبوترہ پر واقع ہے اور بہت چہوٹی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی پیارے بچہ کی ہے اوپر حسب ذیل لکہا ہوا ہے -

(۱) تاریخ وفات برآمد از دل جانی ٭ مقبول شد کمال ملتانی ٭ (۲) تاریخ وفات ہفدہم ماہ ربیع الثانی ٭ اخلاص برآن فاتحہ خوانی

آپ کی نسبت یہان کے خادمون کے روایات

آپ کی نسبت (۸۰۰) برس سے کچھہ کم زمانہ بتایا جاتا ہے جب کہ آپ کی پہلے تشریف آوری یہان ہوئی - اور یقیناً اس حساب سے اودگیر باد اسکے بعد آپکا یہان آنا ہوا - اوسوقت سے آپ نے یہان سکونت اختیار کی اور یہین پر آپکا انتقال ہوا - اس گنبد کے محاذی ایک مسجد بہی ہے -

تین سیڑہی کی باؤلی یہہ باؤلی اس درگاہ سے بالکل متصل ہے جس مین صرف تین ہی سیڑہیان ہین اسوجہہ سے اوسکا یہی نام ہوگیا- سامنے اِس کے ایک چہوٹی مسجد ہے سطحِ زمین سے باؤلی کا پانی بہت قریب ہے یعنے پانی اوس باؤلی کا کچھہ کم ا½ گز ہے جس کی تہہ اوپر سے دکہائی دیتی ہے - اور لطف یہہ ہے کہ پانی ہمیشہ اس مین جتنا ہی اوتنا ہی رہتا ہے کسی موسم مین اپنی مقدار معینہ سے کم نہین ہوتا - یہہ باؤلی بڑے بڑے پتہرون سے بنی ہوئی ہے اور اکثر پتہر دیول کے ہین - لوگونکا بیان ہے کہ یہہ باؤلی حضرت ہی کے وقت بنائی ہوئی ہے اور کیا عجب ہے کہ یہہ انکی آخر وفات کا نمونہ ہو آپکی بزرگی اور کرامات کا اون نیم کی درخت کے ڈالیون سے اندازہ ہو سکتا ہے جو آپکی گنبد مبارک پر جہکی ہوئی ہین اونکا پتا شیرین ہے اور جو اس کے سوا ہین وہ بدستور کڑوے - جس کو اس بات مین شبہہ ہو وہ خود تجربہ کر سکتا ہے ہمارا یہہ دعوی کسی مزید شہادت کی ضرورت نہین رکہتا اگر ہم دعوی مین جہوٹے ہون تو خود دیکھہ سکتے ہین -

ایک عجب چشم دید واقعہ لوہارون کے محلہ کی باؤلی جو اس شاہراہ عام کے متصل واقع ہے اور جو راستہ کہ ہمکو سنتری بن دروازہ سے بستی مین پہونچاتا ہے - دروازہ سے کوئی (۲۰۰) قدم کے بعد ملتی ہے جہان پرانی کے درخت ہین اور بالکل بستی مین دروازہ سے آتے وقت ہمارے بائین بازو رہتے ہین - پانی اس کا ہمیشہ اوپر رہتا ہے اور لوگ کثرت سے لیجاتے ہین اِس باؤلی کا پانی بہ بہ کر حضرت شیخ صدر الدین کے درگاہ کے بازو سے اور مسجد کے نیچے سے ہو کر گذرتا ہے یہہ وہی سرچشمۂ قدرتی ہے جسکا پانی آگے چل کے مختلف ندیون کا ماخذ بن جاتا ہے چنانچہ لوگونکا بیان ہے کہ اسی پانی سے اودگیر کے (لینڈی) ندی اور موضع کہرکہ کی لونڈی ندی اور گلبرگہ کی (ہنڈی) نلور کی (کانڈی) ندی بنی ہے اور اِن سب ندیون کا ماخذ دراصل اوسی باؤلی کا پانی قرار دیا گیا ہے جو بہ بہ کے قدرتی طور پر آگے چل کے مختلف حیثیتین پیدا کر لیتا ہے - ہمکو بہی بظاہر اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ اِس باؤلی کا پانی درگاہ سے گذرتا ہے جہان پر تین سیڑہی کی باؤلی کا پانی ہی مشترک ہو کے اوس نشیب مین جمع ہو جاتا ہے یا یہہ ہے کہ جہان قدرتی نشیب مین پانی جمع ہوتا ہے کیا عجب ہے کہ ایسے نشیب کا پانی

ان مذبون کا ماخذ ہو۔ مسجد کی بیرونی بلندی ۲۲½ فٹ کی ہے ایک چھوٹا ۹½ فٹ گہرا ۱۲ فٹ لمبا پتھر چونے سے بنا ہوا ہے جس کے بازو دو چھوٹے چھوٹے حوض ہشت پہلو ہین صحنِ مسجد مین اور اندرون مسجد کے تمام ہوئی پگچ ہے اور سب حصارِ درگاہ مین قدیم قبرین ہین جنپر کسی قسم کا کوئی کتبہ نہین ہے۔

شکر باؤلی تالاب کے متصل اور درگاہ کے باہر کوئی پاؤ میل پر ایک باؤلی ہے جس کو لوگ شکر باؤلی کہتے ہین پانی میٹھا ہے وہان اور ایک مسجد بہی افتادہ ہے جسکو شکر باؤلی کی مسجد کہتے ہین۔ ایک کسبی کی قبر وہان ہے جس سے ہمارا گمان ہوتا ہے کہ وہ باؤلی اور مسجد یا تو اوس کسبی کی بنائی ہوئی ہو گی یا چونکہ وہ زمین درگاہ کے علاقہ کی تہی شاید حضرت میر موسیٰ صاحب نے تیار کرائی ہے۔

ایک اور گنبد نما قبر اسی درگاہ مین ایک دوسری گنبد نما قبر ہے جو ۲½ فٹ اونچے چبوترہ پر واقع ہے۔ گنبد کا اندرونی حصہ (۹) فٹ اونچا ہے اور بیرونی حصہ کا طول ۲۷½ فٹ عرض ۱۲ فٹ اس عمارت مین (۸) کمانین کہلی ہوئی ہین جن کے سامنے ایک پرانا املی کا درخت ہے

گنبد حضرت میر موسیٰ صاحب قادری باغِ محمود سے یہہ گنبد غربی جانب واقع ہے اور (۱۰۰) فٹ کے اونچے ٹیلہ پر جہان بکثرت قبرین موجود ہین۔ پہلا ایک دروازہ اس درگاہ مین جانے کا (۹) سیڑہیان چڑہنے کے بعد ملتا ہے ہر سیڑہی ۱½ فٹ اونچی اور (۹) انچ ہے ۳½ سیڑہیان بالکل گری ہوئی ہین یہہ دروازہ (۱۵) فٹ اونچا ہے ایک چھوٹی پتھر کی کمان تراشی ہوئی جو (۴) فٹ کی ہے اس مین بنی ہوئی ہے اور (۳) سیڑہیان اس دروازہ پر چڑہنے کے لئے ہین یہہ دروازہ ۱۲ فٹ چوڑا ہے۔ دروازہ کے دونون جانب دو پتھر کے چبوترے ہین اور ہر دو جانب ۶-۶ فٹ سے اونچی ۴-۴ فٹ کی چوڑی دو کمانین ہین اس دروازہ سے ہم تہوڑی دور آگے بڑہین تو پہر ہمکو (۷) سیڑہیان ملین گی اگر اس حصہ سے بہی آگے بڑہ گئے تو پہر صرف درگاہ پر چڑہنے کے لئے ۱۲ سیڑہیان ہین ہر ایک (۹) انچ کی لمبی اور ایک فٹ کی چوڑی ہے یہہ گنبد ۳۰ فٹ اونچا ہے اور ایک ۶ فٹ اونچے چبوترہ پر جو پتھر چونہ سے مضبوط بنایا گیا ہے واقع ہے یہہ چبوترہ ۱۸ فٹ لمبا اور اسیقدر چوڑا ہے

گنبد کے اندر ایک سبز پتھر کی قبر ہے جسپر کوئی کتبہ نہین صرف نقش و نگار ہے سامنے گنبد کے وہی تالاب
واقع ہے جو باغ محمودی سے متصل ہے کہتے ہین کہ حضرتِ موصوف قلعہ دار ہی تھے اس درگاہ کی معاش ۱۲ ۱/۲ بیگہ زمین تھی
آج اس وقت بلا عود و گل و بلا چراغ ہے (لعہ) نقد تھے سو وہ بھی ضبط سرکار ہین -

مسجد | ایک مسجد اسی احاطہ مین واقع ہے جو ۱۷ فٹ چوڑی (۱۵) فٹ لمبی (۱۶) فٹ اونچی ہے جسکی تین پیشانیان
ہین ۳-۳ فٹ چوڑے (۱۹) انچ لمبی ہے -

(دہرم سالہ سیتاپت متوطن اُدگیر)

یہہ دہرم سالہ بہت قدیم ہے اور غالباً آج اسکو کوئی (۲۰۰) سو برس کا عرصہ ہوتا ہے - اس کا بیرونی دروازہ
کو بلند ہے مگر اسمین سنگ بستہ ایک کہڑکی کوئی (۵) فٹ طول (۴) فٹ عرض کی قایم ہے - کل اس مین (۳۰)
کمانین ہین - دروازہ سے اندر آتے ہی ایک دیول ہے جس مین ہنومان کی صورت ہے - اس کمرہ کے (۳) پیش
کمانین اور (۳) اندر کی کمانین ہین اسکے سیدھے بازو گنیش کی مورت ایک پتھر کی ہے جس کے سامنے چبوترہ سنگ بستہ
۲ فٹ اونچا ہے اور اسی چبوترہ پر مہادیو کا لنگ ایک پتھر مین نصب ہے جس چبوترہ پر کہ نیم کا ایک درخت ہے اسکے
اور اسکے بازو (۲) پتھر کے بنے ہوئے نشستگاہ ہین کوئی (۵) فٹ کے یہہ دیول ایک سنگ بستہ چبوترہ پر جو نہایت
مستحکم ہے او سطحِ زمین سے (۴) فٹ بلند ہے اس چبوترے کے پہلی ساخت دروازہ سے لیکر اوس عمیق باولی تک
جو اس دہرم سالہ مین ہے کل (۵۰) فٹ ہے دیول کا رُخ کہلا ہوا جنوبی جانب ہے اور بازو کا دروازہ سیدھے جانب ہے
صحن مین اس تمام دہرم سالہ کے پتھر کا فرش ہے اور یقیناً کوئی (۱۰۰) مسافرون کے آرام سے ٹھہرنے کی جگہہ ہے -

دہرم سالہ کے (۴) حصہ ہین ایک حصہ مین جسکی پشت شمالی جانب واقع ہے دیول اور اوس کے متعلقات ہین -

(۲) دوسرے حصہ مین جسکی پشت شرقی جانب ہے چار کمانین کہلی ہوئی ہین او پتھر کے چبوترے پر جو (۴) فٹ
بلند ہے قایم ہین ہر کمان کا وسط کوئی (۶) فٹ ہوگا -

(۳) تیسرے حصہ مین پانچ قسم کی کمانین ہین جس کی پشت جنوبی جانب اور رخ شمالی جانب ہے -

(۴) چوتھے حصہ مین جس کی پشت غربی جانب ہے، (۸) کمانین ہین جس مین سے پانچ کمانین مسافرون کے کام آسکتے ہین اور تین کمانین باؤلی سے متعلق ہین -

دہرم سالہ کی باؤلی

یہہ باؤلی کوئی (۴۲) فٹ طول و عرض ملکے ہے اور پتھر سے بنی ہوئی ہے جسکا ہر ہر پتھر نہایت استحکام سے قایم ہے اوترنے کے لئے سیڑہیان پتھر کی بنی ہوئی ہین اور ایک اوپر ہی کمان ہے نیچے باؤلی مین ایک کمان ہے، باؤلی مین اندر کوئی دس کمانین ہین جن کمانون کے اوپر (۷) کمانین ہین جو پتھر سے بند ہین صرف ایک ایک پتھر کا دریچہ اونمین کہلا ہوا ہے - اور اندر اس کے ۶ فٹ کی جگہہ ہے - غرض کہ باؤلی کے اطراف (۴) حصون مین آدمی گذر کرسکتا ہے اور ٹہر سکتا ہے پانی اس باؤلی کا شیرین ہے اور عمیق - یہہ دہرم سالہ تمام سنگ بست اور مستحکم ہے - اور نہایت اچہا کل زمین اس مین غالباً (۴) بگہہ ہے اوپر چڑہنے کے لئے اس دہرم سالہ مین باؤلی کے بائین جانب سے راستہ ہے جسکی (۹) سیڑہیان ہین تالاب دروازے سے جب ہم جوبارہ کو جائین تو اس دیول کا راستہ بائین جانب ہے ملیگا جو بہت گلیون مین واقع ہے باؤلی نشیب مین ہے اور (۱۰) فٹ لمبی (۸) فٹ چوڑی ہے جس مین اوترنے کے لئے سیڑہیان ہین یہہ راستہ باؤلی کے بیچ کے کمانون مین گذرتا ہے جس مین ایک درخت سیندہی کا اوگا ہوا ہے - باؤلی کے دونون جانب حوض ہین جن مین پانی بہرا رہتا ہے -

دیول سومنات

بستی کے شمالی غربی گوشہ مین یہہ دیول واقع ہے اور تالاب دروازہ سے ہوکر بستی کے باہر سے راستہ جاتا ہے - اور ضرور ہکو میر موسیٰ صاحب قادری کی درگاہ کے پیچھے آنا پڑتا ہے جو درگاہ کہ تالاب سے متصل واقع ہے جہان باغ محمودی ہے - یہہ مقام بالکل نشیب مین واقع ہے جہان یہہ دیول ہے اور دیول کے سامنے سے ایک عظیم چہیل قدرتی پہاڑون کے نشیب و فراز سے بہتی ہے جس کا پانی ایام بارش مین بہ کے لینڈی ندی اودگیر سے ملجاتا ہے -

(ہر پیر منگل کو یہان لوگ آتے ہین)

کہتے ہین کہ پہلے کسی زمانہ مین جس کو آج دو۲ سو برس کا عرصہ ہوتا ہے اس دیول کے اطراف بستی تہی جسکا نام

نو دسومنات پور تہا یہہ بستی بلحاظ آبادی (۲۰۰) گہر سے زاید تہے چنانچہ اِس وقت بہی اطراف کے پتہر کے حصار جو یون ہی جابجا گری ہین اوس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یقیناً یہان بستی تہی - بستی سے پہلے یہہ دیول سومنات یہان بنایا ہوا ہے - (دیول مین چار دیو ہین -

معاش | اِس دیول کی کل زمین (۳) چاور ہوگی اور (۹) سو محاصل ہے -

سوم تیرت یعنی باولی | سوم کے معنی دیو - تیرت کے جا نکی جا سے ہے - یہہ باولی بہی قدیم ہے اِس مین جو کاوٗ کہہ لگائے گئے ہین - وہ کچہہ حال کے ہین جنکو شکستہ مین یہان لاکر رکہا ہے - باوٗلی سنگ بستہ اور چارون طرف پتہر کے سیڑہیان ہین اور ایک چہوٹا بہاگے دیوی کا نمونہ بہی ہے - جسکو عالمگیر نے یہان سے بہگایا تہا یہہ باوٗلی کوئی (۴۰) فٹ طول و عرض کی ہوگی -

تلجاپور کی دیوی | تلجاپور جو ضلع نلدرگ مین واقع ہے اور جہان ایک بڑا دیول دیوی کا ہے اور اِسی کی شبیہ یہان بہی بنائی گئی ہے - مکان کی موجودہ حالت بالکل گنبد کی ہے جیسی پہلے یہہ جگہہ افتادہ تہی حال مین جسکو ۶ - ۷ برس ہوتے ہین اِس افتادہ مکان مین دیوی رکہی گئی ہے چنانچہ بستی کے لوگون نے متفق ہو کے یہان دیوی قایم کی - اور راوسوفت سے ایک پوجاری اِسکا رکہا گیا ہے جسکا پیشہ بالکل فقیرانہ ہے -

یہان کے ایک معزز شاستری کا بیان ہے کہ جسوقت یہان عالمگیر آیا اور دیوی وغیرہ کو توڑنا شروع کیا اور اِس جگہہ جو قدیم دیوی کا ایک دیول تہا توڑ ڈالا تو اوس وقت وہ دیوی بہاگ گئی -

چنانچہ اُسی جگہہ عالمگیر نے ایک مسجد بنائی ہے جو زمانے کے انقلاب سے بالکل بے چراغ و افتادہ پڑی ہے لیکن حال مین (۷) برس کا عرصہ ہوا کہ بستی کے لوگون نے اوس مسجد کو دیول بنالیا - ؟

بلحاظ عمارت کے تین سو برس کے اوپر کا معلوم ہوتا ہے اِس مکان کے تین کمانین ہین دو کمانونکا طول (۴۰) فٹ عرض (۳۰) فٹ اندر کی بلندی ۱۵ فٹ ہے - آخر کا قطعہ جس مین دیوی ہے نسبت اُن دو قطعون کے وسعت مین کچہہ کم ہے اور غالباً اِس کی وسعت طول و عرض ۱۲ - ۱۲ فٹ ہوگی

بہرصورت موجودہ قراین سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہہ عالمگیر کی بنائی ہوئی مسجد ہے - اِس وقت
آخر کے قطعہ پر ایک گنبد نما عمارت بن رہی ہے -

آخر کے قطعہ مین ایک ایک دریچہ (۴) فِٹ طول - ۲ ۱/۲ فِٹ عرض کا ہے جس پر نقش ونگار کیا گیا ہے مگر جب یہہ دیول بنائی گئی تو یہہ پتھر یہین سے لایا گیا اور اِسپر نصب کیا گیا - جس سے قیاس ہوسکتا ہے کہ پہلے یہہ دریچہ کوئی بند دروازہ تہا چنانچہ اِسی کے مثل (۲) پتھر یہان اور پڑے ہین - اِسمین (۲) اور دہنے بائین جانب شروع کے قطعہ مین لگ گئے یہہ پتھر مثل اوس پتھر کے نہین ہین بلکہ معمولی ہین - وسعت طول وعرض اسکی بہی اوسیقدر ہے -

اِس کے سامنے (۱۴) کمانین مستحکم پتھر کی وسعت مین مثل مسافرخانہ کے ایک آدمی کے رہنے کے ہین اور اِن کمانون مین دو باہر جانے کے دروازہ ہین -

گنڈ دیوی | یہہ گنڈی جسکو دیوی کا حمام کہتے ہین طول وعرض مین ۳ - ۳ فِٹ ہے - اِس کے دروازہ بیرونی سے اِس مین داخل ہوتے ہین جو دہنے جانب ملتا ہے چنانچہ اس گنڈی مین پانی اوسی تالاب سے آتا ہے جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا -

ایک عمیق عمدہ باؤلی | یہہ باؤلی اس دیول کے دہنے جانب واقع ہے جو طول مین (۵۰) فِٹ عرض مین ۳۳ ہے پانی اِس کا بوجہہ عدم استعمال خراب ہوگیا ہے مگر بکثرت ہے اندر اِس کے چارون جانب سنگ بستہ چبوترے ہین اس باولی کے متصل ایک پرانا گنبد کسی مسلمان کا معلوم ہوتا ہے - اِس باؤلی کے اوپر ایک ٹیلہ پر بجانب غربی ایک (ماتا) کی دیوی ہے جس کی مورت بالکل انسانی شکل کی ہے - یہہ دیوی دیہڑون کی ہے -

دیول کے عقب مین ایک کنڈہ | دیول سومنات سے کوئی (۱۰۰) قدم پیچہے ایک چہوٹا (۲۰۰) فِٹ کا سا کنڈہ ہے جس مین گو اسوقت تمام مٹی بہری ہوئی ہے مگر علاوہ کیچڑ ہونے کے اس مین موٹ کشی کے

علامات ہین جس سے ہمارے خیال مین یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یہہ ایک عظیم باؤلی کنڈہ نما تھی - غرض کہ یہی باؤلی ہے کہ جس کے کچھ کے تہہ کا پانی بہ بہ کے تھوڑی دور پر جمع ہوتا ہے جہان پر ایک (۶) فٹ طول عرض کا حوض جس پر چہت بھی بنایا گیا ہے - یہہ حوض ایک دوسری موٹ کشی کی باولی سے جو سنگ بستہ مستحکم ہے متصل ہے یہہ باولی اوس پہلی باؤلی کے سوا ہے جو بالکل عقب دیول واقع ہے - غرض کہ اس حوض مین پانی جمع ہونے کے بعد قدرتی طور پر بہتا ہوا بذریعہ نہر کے جو اس حوض سے نکالی گئی ہے اوس کنڈ مین جمع ہوتا ہے جو بالکل دیول سومنات کے سامنے ہے چنانچہ اس پانی کے دہانہ پر ایک پتھر کی تراشی ہوئی گائی نصب کئے گئے ہے جس کے منہہ سے پانی ہمیشہ نکلتا ہے اور اس کنڈہ مین پڑتا ہے - ہماری غرض اس سے یہہ تھی کہ اس کنڈہ کے پانی کا ماخذ وہی کنڈہ نما باؤلی ہے جسکا ہمنے اوپر ذکر کیا

کمال محل واقع باغ محمود — یہہ محل اسی باغ مین واقع ہے جسکی طول (۴۳) فٹ عرض (۳۴) فٹ ہے -

کتبہ مکان مغل خان کوکہ شاہجہان — یہہ مکان گوکہ افتادہ ویران اجڑا ہوا ہے لیکن ابتک اس کے ہر در و دیوار سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یہہ اپنے وقت مین نہایت آراستہ ہوگا - چینی کا کیا ہوا کام کچھہ کچھہ اس مین پایا جاتا ہے - صرف اس وقت دیوارین قایم ہین - یہہ مکان قلعہ کے گنتی برج کے پیچھے واقع ہے اور نصرت جنگ کے مکان مین جانے سے پہلے ملتا ہے ایک پتھر اس کے کتبہ کا باقی ہے جس کے جواب کا پتھر معلوم نہین کیا ہوا -

(کتبہ) مغل خان کوکہ دولت بیگ قوم مغل - شد بنا آن خجستہ مکان -

کچہری تحصیل مین ایک اور پتھر پڑا ہوا تھا جسپر ہم نے ایک شعر لکہا دیکہا جس کے ہر ہر لفظ سے حسرت ٹپکتی ہے

(کتبہ) توان کردن تمام عمر را معروف آب و گل ؛ کہ شاید بگذرد صاحب دلے در وے کند منزل

اس شعر سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی مزار کا شعر ہے یا کسی مکان کا ہے - مغل خان کا مکان بہت بلندی پر واقع ہے جس مین ایک نل پانی کا قلعہ کے باہر کی باولی سے لایا گیا تھا - نل کے آثار اس وقت موجود ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پانی بہت ہی پستی سے بلندی پر پہونچایا گیا تھا اگر درحقیقت اوس وقت یہہ فنون نہ تھے تو پھر کہاں سے یہہ ذریعے پیدا کئے گئے -

باغِ حسام یہہ باغ بستی اودگیر سے جنوبی جانب ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے جہان کے جانیکے لئے کوئی راستہ بنا ہوا سرکاری اسوقت تک نہین ہے کہیتون سے ہوتے ہوے اس باغ مین جانا ہوتا ہے - اس باغ کی جس قدر زمین تہی اوسکو اہلِ بندوبست نے پیمایش کے بعد رعایا کو پٹہ پر دیدیا ہے متعدد آم کے عمدہ درخت اور وسیع باولیان اس مین ہین جنپر موٹ کشی کے نشانات پائے جاتے ہین یہہ باولیان بالکل افتادہ ہین گو پانی بکثرت ہے لیکن نہ زراعت کے کام مین لایا جاتا ہے نہ رعایا کو تری کا پٹہ دیا جاتا ہے عموماً لوگ یہان کے باغِ حسام کے نام سے اوسکو بولتے ہین ہمکو جسقدر اس کی تاریخی حالت معلوم ہوئی ہے وہ اِس کتبہ سے اخذ کئے گئے ہین جو اس باغ کے ایک عالیشان تفرج گاہ پختہ عمارت پر سنگِ سبز مین کندہ ہے جس کو ہم مناسب جگہہ نقل کرینگے - اِس باغ مین حسب ذیل مکان ہین -

پہلا مکان یہہ باغ ہم کو بستی سے باغِ حسام کو جانے کے بعد پہلے ملتا ہے جو وسطِ باغ مین واقع ہے - اور نہایت عمدہ تفرج گاہ ہے اِس مکان کے چار درجہ ہین اور سب سے اوپر شہ نشین کے طور پر گنبد نما ایک ۷ فٹ کا مستطیل چبوترہ سنگ بستہ ہے جہان سے دور دور کی سیر ہوسکتی ہے وسط کا درجہ ایک عالیشان عمارت کی وضع کا معلوم ہوتا ہے ہر کمان اس کی کہلی ہوئی ہے جسکا ابتدا ہی سے کوئی دروازہ نہین رکہا گیا تہا - درحقیقت یہہ رات دن رہنے کی جگہہ نہ تہی عموماً ہوا خوری کے لئے بنایا گیا تہا اس درجہ کے وسط صحن مین ایک سنگ بستہ حوض ۸ فٹ لمبا چوڑا اور (۵) فٹ گہرا بنا ہوا ہے جس مین اوسی موٹ کشی کی وسیع باؤلی سے جو اِسی مکان سے متصل ہے پانی لایا گیا تہا - اِسی حوض کا پانی نیچے کے دونون درجون سے ہوکر گذرتا ہے جہان دو چہوٹے چہوٹے حوض بنے ہوئے ہین غرض کہ یہہ مکان بالکل ایرانی وضع کا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ گویا یہہ مکان اوس عمارت کا نمونہ ہے جس مین بادشاہِ ایران کی قبر ہے بہر صورت کتبہ کی موجودہ حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مکان سنہ ۱۰۵۵ھ مین حسام الدین خان نے بنایا ہے جسکی ہم نے تشریح کی ہے

کتبہ جات موجودہ مکان پہلا کتبہ جو شروع مکان مین ایک سنگِ سبز پر کندہ ہے یہہ ہے -

(۱) علی اللہ فی کل الامور توکلی ؛ وبالخمس اصحاب العباء توسلی

محمد المبعوث والیہ فعبدہ ؛ وفاطمۃ الزہرا والمرتضیٰ علی -

(۲) نور زمانِ شہِ آفاق ستان ؛ باعثِ امن و امان شاہِ جہان ؛ باو گیتی ز سحابِ فضلش ؛ تا ابد تازہ تر از باغِ جنان -

(۳) ساخت باغی تفرح بخشی خلد ؛ مظہرِ فیضِ حسام الدین خان ؛ بہرِ تاریخ وے ہاتفِ غیب ؛ باغِ نو آمدہ در گوشِ مدان -

(۴) ابن نظام الدین خان - ابن غیاث الدین علی آصف خان ابن آقا ملا ابن بدیع الزمان ابن بدر الدین حسن القزوینی نور اللہ مضجعہم

(۵) یہہ کتبہ نیچے کے چھوٹے حوض کے سنگ سبز پر نصب ہے، جس کا طرف مقابل معلوم نہین کہان گر گیا ہے -

کتبہ - بحسابِ جمل باغِ نو یکہزار و پنجاہ و نہہ ہجری نبوی می شود مطابق جلوس ہمایون (سنہ بست و یک) -

دوسرا مکان | یہہ مکان بہی اسی باغ مین تہوڑے فاصلہ پر ہے جس طرح کہ پہلے مکان کے سامنے ایک سنگ بستہ چبوترہ پر ۲ قبرین ہین یہان کوئی قبر نہین ہے اس مکان سے بالکل ملی ہوئی ایک باؤلی ہے جس مین اوتر سکتے ہین - مکان کے ۳ درجہ ہین - اور یہہ مکان بہی وسیع اور تفرج گاہ کے طور پر ہے اور ابتک بحالہٖ قایم ہے ہر درجہ مین اوسی باؤلی کا پانی پہونچایا گیا ہے - اوپر چاندنی ہے کوئی گنبد نما چبوترہ نہین ہے - نہ کسی قسم کا اسپر کتبہ ہے بہر صورت یہہ مکان ایرانی وضع کا اور نہایت مستحکم ہے -

(باغِ محمودی جسکو لوگ باغِ احمدی کہتے ہین)

۲ / اسفندار ۱۳۱۶ فصلی مطابق ۱۳۲۵ ہجری کو مین صبح کے وقت اس باغ مین گیا یہہ باغ بستی اودگیر سے غربی جانب تہوڑی دور پر واقع ہے پہلے بستی کے تالاب دروازہ سے گذر کے جہان پر دروازہ کے روبرو ایک وسیع باؤلی اُترنے کی ہے ایک تالاب خوشنما ملتا ہے جس کی منڈیر کنگرہ پر سے اس باغ کے جانیکا راستہ ہے - راستہ نہایت خراب اور دشوار گذار ہے جس قدر اس باغ کی زمین تہی وہ آج کشتکار اور باغات سے سبزہ زار ہے اور اکثر حصہ اس کا جام کے درختون سے مملو ہے جس کے جام نہایت اچہے ہوتے ہین افتادہ حالت اس کی اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ وہ اپنے زمانہ مین کمال ترقی پر ہوگا - ابتک کچھہ آثار قدیم باغات کے اس مین پائے جاتے ہین جابجا کیاریان اور چبوترے اور افتادہ مکانات کا سلسلہ دور دور اونٹک پایا جاتا ہے جو کچھہ اس کی موجودہ حالت ہے وہ حسبِ ذیل ہے -

قدیم افتادہ حمام موجودہ باغ | یہہ مکان جس کا بہت کچھہ حصہ گرا ہوا ہے ایک وسیع باؤلی سے جو غالباً (۳۰) فٹ طول

وعرض اور گہرائی مین اس سے زیادہ ہوگی متصل ہے اِس باولی مین نہایت عمدہ پتھر کی متعدد سیڑہیان ہین - باؤلی کے
اطراف کمانین اور چھوٹے سے بنے ہوئے ہین - اور اوپر موٹ کشی کے علامات پائے جاتے ہین پانی ابتک اِسکا شیرین
اور اچھا ہے - یہہ مکان چونہ پتھر سے بنا ہوا ہے اِس مین گچ کا کام نہایت خوبی سے نقاشی کے طور پر کیا گیا ہے - اِس
مکان کے اندر ایک حمام خانہ ہے جس کے دو حوض ابتک چونہ و پتھر سے مستحکم ہین - اور اِن حوضون کے سامنے اور
ایک حوض ہے اِن حوضون کے اوپر متعدد روشن دان ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دہوین کے جانے کے
راہین ہین اور اِن دونون حوضون کے سطح مین ایک سوراخ بہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اِس سطح پر گرم توا یا اور کوئی
چیز مثل اس کے پانی گرم کرنے کے لئے رکہی جاتی ہوگی - باؤلی جو اِس مکان سے بالکل ملی ہوئی ہے اوس کا
ایک نل ان حوضون مین لگا ہوا ہے - بہر صورت موجودہ قراین سے ثابت ہوتا ہے کہ اسی کا پانی بذریعۂ نل یا
موٹ کشی حمام مین لایا گیا تہا اور یہان گرم ہو کے کام مین آسکتا تہا اِس وقت یہہ نہین معلوم ہو سکتا ہے کہ پانی گرم کرنیکا کیا
طریقہ تہا - کیونکہ ہم نے اکثر دیکہا ہے کہ دہلی کا حمام اور بیدر کا حمام جسمین صرف ایک چراغ پر ہمیشہ پانی گرم رہتا تہا زمانے
کے مختلف ہوا سے گل ہو گیا - اِس افتادہ باغ اور اِس گرے ہوئے ویران حمام کا ٹمٹماتا ہوا چراغ بہی شاید ہوا کے اختلاف
کی وجہہ سے گل ہو گیا ہو - غرضکہ اِس وقت نہ ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ یہہ دہلی کا سا حمام تہا نہ یہہ بتا سکتے ہین کہ یہان
پانی گرم کرنیکا کیا طریقہ تہا جو کچہہ موجودہ حالت ہے وہ اِس قابل ہے کہ ہم بجز افسوس و حسرت کے اور کچہہ نہین کہہ سکتے -

کتبۂ موجودۂ حمام | اسی مکان مین مین نے ایک سیاہ پتھر پر بخط نستعلیق یہہ لکہا پایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ
مکان اور یہہ حوض جو اِس مکان سے متصل ہے سنہ ۱۱۶۳ھ مین بنایا گیا ہے اِس کے بانی کا نام لطف علی حسام اللہ خان
تہا جس کی ہم نے تفصیل اس کتاب مین کی ہے ہر چند ہم نے اِس بات کی بہت کچہہ جستجو کی کہ اِس کے بانی کا نام
دریافت کرین مگر کسی نے محمود شاہ کا نام بتایا کسی نے ہمایون شاہ ظالم سے اوسے یاد کیا ہماری جو رائے ہے وہ یہ ہے
ہے کہ غالباً جس نے یہہ حمام اور حوض بنایا ہے اس باغ کا بہی بانی ہوگا - اب یہہ امر کہ اِس باغ کا نام محمودی کیون ہوا
شاید اِس کے بعد اس نام کا کوئی شخص اِس کا مالک سمجہا گیا ہو - اکثر لوگون کا یہان کے یہہ مقولہ ہے کہ عالمگیر بادشاہ

جو یہان آیا تہا اوس نے یہہ نام رکہا۔

یہہ کتبہ جو سیاہ پتہر پر ہے بوجہہ اِس کے غیر محفوظ پڑے رہنے کے مین نے اوسکو کچہری تحصیل مین رکہوا دیا ہے۔

(وہو ہذا) بحرِ جود و فیض حسام اللہ خان ؛ آنکہ نام نامیش لطف علی ؛ ساخت حوضی بس وسیع و باصفا ؛ مینماید ہمچو جام صیقلی
گوئی صافی بُرد چون زامشالِ خود ؛ شد ازان روز نامِ او کوثر علی ؛ بہر تاریخش رضا چون فکر کرد ؛ ہاتفش گفتہ بآواز جلی
پنج عدد از پنجتن گیر و بگو ؛ بانی کوثر علی لطف علی
سنہ ١٢٩٣

حوض | اِس مکان کے آگے ایک وسیع حوض سنگ بستہ ہے جو ابتک بحالہ قایم ہے ایک گلدستہ جس سے فوارہ اوڑا کرتا تہا اس مین موجود ہے۔ ٢٠ فٹ چوڑا اوراسیقدر لمبا اور (٦) فٹ گہرا ہے۔

ایک تفرج گاہ | اوپر کے بیان کئے ہوئے حوض سے جب ہم آگے بڑہتے ہین تو بالکل تالاب کے کنارے ایک چہوٹا قطعۂ مکان کا ایک تہوڑی سے بلندی پر جو غالباً ١٠ فٹ ہوگی ملتا ہے یہہ قطعہ بالکل کہلا ہوا ہے جسمین (٨) کمانین ہین ١٠ فٹ چوڑا (١٨) فٹ لمبا (١٢) فٹ اونچا ہے۔ تالاب بہی ایک وسیع تالاب مثل تلنگانہ کے تالابون کے ہے اِس مکان کے اوپر ایک نالی بنی ہوئی ہے۔ جس مین تالاب کا پانی آکے بڑی خوبصورتی اور خوشنمائی کے ساتہہ دو مستطیل ڈہلاؤن پتہر پرسے گرتا ہے اور اون پتہرون سے بہتا ہوا ایک چہوٹے چبوترے پر جو ١٠ فٹ طول و عرض مین ہے گذر کے ایک بہت بڑے مستطیل حوض مین جو (٣٠) فٹ لمبا اور (٦٠) فٹ چوڑا اور (٢) فٹ گہرا ہے۔ اِس کا مجتمعہ پانی ایک دوسرے حوض مین جاتا ہے جو اِس حوض سے تہوڑی دور ہے۔ یہہ حوض ٦٠ فٹ لمبا اور (٦٠) فٹ چوڑا اور ٦ فٹ گہرا ہے۔ اس حوض کے بیچ مین بہی ایک گلدستہ بنا ہوا ہے جو ٦ فٹ اونچا ہے۔ اِس حوض مین چارون اندرونی گوشون پر چار چہوٹے چبوترے ہین۔ غرض کہ اسی حوض کے اوپر ایک وسیع چبوترا ہے ٦ فٹ اونچا۔ اور ٤٠ فٹ مربع ہے حوض کے اندرونی حصہ مین عمدہ باریک گچ کا کام ہے جو ابتک بحالہ قایم ہے یہہ حوض پتہر چونہ سے بنایا گیا ہے۔ تین نل اس مین لگائے گئے ہین۔ اِس کے سوا ایک افتادہ اور مکان جنوبی جانب واقع ہے جس پر نہ کسی قسم کا کتبہ ہے نہ کوئی اور ایسی قابل ذکر بات ہے

بہرصورت وہ بھی دو منزلہ ہے اِس باغ کے احاطہ سے باہر غربی جانب تہوڑے فاصلہ سے ایک ٹیلہ پر جو (۱۰۰) فٹ اونچا ہے حضرت میر موسیٰ صاحب قادری کی درگاہ ہے۔

ذکر قلعہ داران قلعہ اُدگیر

ہم نے بہت کچہہ تلاش کی کہ کوئی ایسی قدیم کتاب ہمکو دستیاب ہو کہ یہان کے قلعہ دارون کا تفصیلی ذکر ہو مگر بجز اوس تاریخ بیدر کے کہ عنقریب شایع ہونے والی ہے اور کوئی تاریخی اوراق ہمکو نہ ملے مجبوراً ہم اِن قلعہ دارون کا ذکر اوس تاریخ بیدر سے اخذ کرتے ہین۔

پہلا تسلط خاندان بریدیہ کا | خاندانِ بہمنیہ کے عروج کے وقت یہہ علاقہ اِن کے قبضہ مین تہا مگر تاریخ فرشتہ یا دیگر کتبِ سیر سے اِس کا کچہہ حال نہین معلوم ہوتا کہ بہمنیہ خاندان کے وقت مین اِس تعلقہ اُدگیر کی کیا حالت تہی جو کچہہ ہمکو واقعات ملتے ہین وہ خاندانِ بریدیہ کے وقت سے ہین جن کا پہلا بادشاہ قاسم برید سلطنتِ بیدر پر حکمران رہا سنہ ۸۹۸ھ مین اِس کی تخت نشینی ہوئی اور بطورِ جاگیر یہہ علاقہ اِس کے سپرد ہوا۔

اِس کے بعد سنہ ۹۲۳ھ مین اِس کا بیٹا امیر برید مسلط ہوا چنانچہ اِن کی تفصیلی حالات ہم نے اوپر بیان کر آئے ہین اب اعادہ اِس کا محض تحصیل حاصل۔

خاندانِ نظام شاہیہ کا اس پر قابض رہنا | امیر برید کے بعد سنہ ۹۵۲ھ مین برہان نظام شاہ* نے اِس قلعہ کو فتح کیا اور چندے قابض رہا اِس کے بعد مرتضیٰ نظام شاہ** نے یہان حکومت کی چنانچہ اِس پادشاہ کے وقت کے اکثر کتبہ جات اِس کے بنائے ہوئے عمارات پر کندہ ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ قلعہ سنہ ۹۸۴ھ مین اِس کے ہاتہہ فتح ہوا اور ملکِ مرجان حبشی۔ یا امیر خان جو غالباً یہان کا اوس وقت حاکم یا قلعہ دار تہا اوس نے چندے عمارات تعمیر کی جن کے اِسوقت تک قدیم آثار کچہہ ایک موجود ہین۔ اوس پر یہہ کتبہ لکہا ہوا ہے کہ ...

---

* یہہ احمد نگر کا دوسرا بادشاہ ہے جو اپنے باپ احمد نظام شاہ کی وفات کے بعد سنہ ۹۱۴ھ مین تخت نشین ہوا۔

** یہہ بادشاہ بیٹا ہے علی بن برہان شاہ اول کا جس کی تخت نشینی عنبر حبشی دراجو دکہنی کی وجہہ سنہ ۱۰۱۹ھ مین ہوئی اِس کا زمانہ شاہجہان کا زمانہ تہا۔ غالباً یہہ عمارات جسپہ کتبہ سنہ ۹۸۴ھ لکہا ہوا ہے اِسکی تخت نشینی کے پہلے کے ہونگے (از مولف)

یہہ کتبہ سیاہ پتھر کی کمان پر ہے اور سیدہے جانب لکہا ہے اور تاریخ بنا پر یہہ ہے

سنہ ۹۸۳

شاہِ عالم مرتضیٰ نظام شاہ سلطانی ؎ این عمارت شد ز مرجان فرمانِ عالی

کمان کے بائین جانب یہہ تحریر ہے یہان کچھہ الفاظ پڑہے نہ گئے۔

زین رواق زفران ازلیست ؎ زلطفِ علی و آلہ علی است

شاہِ جہان کا قلعۂ اودگیر کو فتح کرنا۔

اِس بادشاہ ہند نے سنہ ۱۰۴۶ مین دکہن کی جانب توجہہ کی اور قلعۂ اودگیر کو فتح کیا اور اسی سال اِس نے کُل ۸۴ قلعون کو ملکِ دکہن کے فتح کر چکا تہا غرض کہ اِس کے وقت کے مکانات بہی آج تک اِس قلعہ مین موجود اور افتادہ ہین اور اُنپر کتبہ جات تحریر ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مغل خان نصرت جنگ بہادر غالباً اِس قلعہ کے قلعدار منجانب شاہِ جہان تہے جن کے وقت کی بنائی ہوئی عمارت پر حسبِ ذیل تحریر ہے۔

"در عہدِ حضرتِ سلطان الزمانی صاحب قِرآن ثانی شاہِ جہان بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ۔ عمدۃ الملک خانہ زادان بہادر نصرت جنگ بتاریخ ہفتم شہر جمادی الاول سنہ ۱۰۴۶ فتح برج قلعۂ اُدگیر را در ہفت ساعت برآمدہ مفتوح ساخت و بتاریخ شہرِ مذکور سنہ الیہ حسب الحکم جہان مطاع قلعۂ مذکور حوالہ کمترین خانہ زادانِ درگاہ معلیٰ مغل خان۔ زین خان کوکہ شد آن برج را در شہرِ ذی قعدہ سنہ ۱۰۴۶ باتمام رسانید"

اور اِس عمارت کے چار گوشون پر یہہ اسماء الٰہی ہین - یا معین - یا فتاح - یا رفیع - یا کوید -

یہہ کتبہ لکہا ہوا زین العابدین کا ہے جس کے نیچے اونکا نام بہی کندہ ہے - یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ اِس مکان مین جہانگیر یار جنگ قلعہ دار کی کچہری تہی اور یہہ آخر کا زمانہ ہے۔

ص۵ شاہِ جہان - اِس کا نام شہاب الدین محمد شاہِ جہان تہا (۳۷) سال کی عمر مین روز دوشنبہ ۲ جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین بمقام اکبرآباد عرف آگرہ تخت نشین ہوا سنہ ۲ جلوس مین اِس نے قلعۂ دہارور علاقۂ دکہن کو فتح کیا اور اسی سال علاقۂ قندہار بہی فتح ہوا۔ سنہ ۹ جلوس مین اس کے نام کا خطبہ و سکہ حیدرآباد دکہن مین جاری ہوا - اور اِسی سال قلعہ اوسہ اودگیر خداوند خان کی سعی سے فتح ہوا۔ بحالتِ قید اپنے بیٹے عالمگیر کی بدولت اِس نے سنہ ۱۰۷۶ مین قلعۂ اکبرآباد مین انتقال کیا - (از مولف)

خداوندخان قلعہ دار قلعہ اُدگیر — سنہ ۹ جلوس شاہجہانی میں منجانب شاہِ جہان یہہ قلعہ دار مقرر ہوا اور یہی فاتح اِس قلعہ کا تہا جس طرح کہ اکثر کتبہ جات مندرجۂ عمارات قدیم سے یہان کے ثابت ہوتا ہے جکا ہم نے اوپر ذکر کیا۔

مغل خان کوکہ شاہجہان قلعہ دار — اِس کے بعد سنہ ۱۰۶۶ء میں مغل خان جو شاہِ جہان کا کوکہ ہوتا ہی قلعہ دار مقرر ہوا غرض اِسکے بعد

مرزا حسام الدین اودگیری قلعہ دار اُدگیر — اب سنہ ۱۲ جلوس شاہِ جہان میں یہہ اُدگیر پر مقرر ہوا اور خدمت بخشی گری اس سے علحدہ کرلیگئی اِس وقت میں شاہِ جہان سے اِس کو منصب دو ہزاری و ہزار سوار حاصل ہوچکا تہا۔ اپنے زمانہ قلعداری میں اِس نے مفسدین گولکنڈہ نہایت دلیری سے رفع کیا جس کے صلہ میں اور پانسو سوار اضافہ ہوے ان خدمات سے پہلے سنہ ۱۵ جلوس میں اِس کو منصب ہزاری و پانصد سوار و خدمت بخشی گری دکہن متعلق تہی اور آخر میں اِس کو خطاب خانِ جہانی ملا سنہ ۳۱ جلوس میں قلعہ داری اودگیر پر مقرر ہوا۔ اِس وقت قلعداری کا لفظ متروک ہوکر فوجداری تلنگانہ سے موسوم ہوے اِس سے پہلے یہہ خدمت ہادی داد خان انصاری سے متعلق تہی من بعد اِس کے حسام الدین کا تقرر صوبہ داری صوبۂ براڑ پر ہوا اور پہر سنہ ۱۰۹۲ء میں یہہ قلعہ داری بیدر پر مقرر ہوا اور من بعد سنہ ۱۱۰۳ء میں تبادلہ ہوا بیدر میں کل (۱۱) سال چند ماہ اس نے حکومت کی تہی ایک مسجد اور ایک باغ فصیل شہر پناہ بیدر اور چاندنی چبوترہ جو فصیل شہر پناہ بیدر سے متعلق ہے اسی کا بنایا ہوا ہے غرض کہ میرزا حسام الدین نظام الدین علی کا بیٹا ہے اور نظام الدین علی غیاث الدین علی آصف خان کا اور یہہ آقا ملا کا اور یہہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کے اولاد سے ہیں اور شیخ شہاب الدین محمد بن ابی بکرن الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے۔

اِس خاندان کے دکہن میں آنے کی وجہہ۔ — مرزا حسام الدین کے دادا غیاث الدین علی آصف خان محمد اکبر* بادشاہ ہند کے زمانہ میں ولایتِ ایران سے ہندوستان آئے۔

آقا ملا۔ جو غیاث الدین علی آصف خان کے باپ تہے اونکی ایک لڑکی اعتماد الدولہ مرزا غیاث بیگ طہرانی کو منسوب تہی۔

* اس پادشاہ کا نام جلال الدین تہا۔ کنیت ابو المظفر تہی زمانۂ طفولیت کا لقب فرخندہ اختر تہا۔ عہد سلطنت کا لقب محمد اکبر بادشاہ تہا ہمایون پادشاہ ہند کا بیٹا ہی اسکی مان کا نام حمیدہ بانو بیگم تہا۔ جسکو مریم ہی کہتے تہے۔ شب یکشنبہ (۵) رجب سنہ ۹۴۹ء میں اس پادشاہ کی ولادت بمقام امرکوٹ ملک سندہ ہوئی روز جمعہ

اِس لڑکی کے بطن سے بلدۂ قندہار علاقۂ کابل مین پھر ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام مہر النسا رکھا گیا تھا - یہی وہ لڑکی تھی جو شیر افگن خان کو منسوب تھی جس کو جہانگیر بادشاہِ ہند نے منظورِ نظر کرکے (نورجہان بیگم) کا خطاب دیا تھا اور در حقیقت یہہ اوسی عزت کے لایق تھی - اِس کی نازک خیالی و حسنِ خداداد نے نہ صرف شاعرانہ خیال سے اسکو پیراستہ کیا تھا بلکہ اوس کی چلتی ہوئی طبیعت اور قابلِ قدر ذکاوت سنے دنیا کو اوس پر فریفتہ کرکے امور سلطنت مین بہی اِس کو بڑا حصہ دلوایا تہا - یہان تک کہ جہانگیر بغیر اِس کے مشورہ سے کوئی کام نہین کرتا تہا غرض کہ میرزا احسام الدین کے مزاج مین شرم و حیا و لاپروائی زیادہ تہی شروع زمانۂ شباب کو اِس نے نہایت استغنا سے بسر کیا اور رفتہ رفتہ اِس کا رسوخ ابتدائی جلوس شاہِ جہان مین بہت کچھہ بڑہتا گیا اور بہت سے اِس نے عمدہ عمدہ مفید کام ملکِ دکہن مین یادگار چھوڑے -

قلعۂ اُدگیر پر عالمگیر کا تسلط

شاہِ جہان کے بعد سنہ ۱۰۹۴ھ مین عالمگیر اِس پر قابض ہوا جس کے وقت کے اکثر عمارات یہان اِسوقت تک موجود ہین اور اکثر کہین کہین کتبہ جات بہی کندہ ہین - درحقیقت عالمگیر نے جہان کوئی تعمیر کی وہان اوسپر کتبہ چڑہایا اِس کے عہد مین حاتم خان قلعہ دار قلعۂ اُدگیر تہا اور جس نے ایک عالیشان عمارت یہان بنوائی جو آج بالکل افتادہ بوسیدہ ہے اور اسپر یہہ کتبہ ہے -

کتبہ - یافت درعہدِ شاہِ عالمگیر ؛ قلعہ داری قلعۂ اُدگیر ؛ کمترین خانہ زاد حاتم خان ؛ کہ پر از اعتقاد داشت ضمیر

در سنِ الف اربع و تسعین ؛ کرد آن قصرِ دلکشا تعمیر

سنہ ۱۰۹۴ھ

کتبہٗ میر محمد عارف

مختار خان سبزواری قلعہ دار قلعۂ اُدگیر

سنہ ۲۱ جلوس عالمگیری مین یہہ شخص بخشی گری پر مامور تہا اور منصب ہزاری دو ہزار چار سو سوار - اِس سے متعلق تہے سنہ ۲۲ جلوس مین قلعۂ آسیر اِس کے سپرد ہوا سنہ ۲۶ جلوس مین داروغۂ توپخانہ ہوا

الف حاشیہ صفحہ ۴۰ - ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۰۶۳ھ مین یہہ تخت نشین ہوا جلوس کے وقت (۱۲) سال کی عمر تہی - ملک ہندوستان مین کوئی بادشاہ اِسکا ہمعصر نہ تہا - البتہ اِسوقت مین خاندانِ نظام شاہیہ کا ہی بڑا عروج تہا اور یہی لوگ اِس کے مدمقابل تہے -

ب یہہ بادشاہ روز یکشنبہ غرۂ ذیقعدہ سنہ ۱۰۶۸ھ مین اپنے باپ شاہ جہان کے بعد تخت نشین ہوا جس نے سنہ ۱۰۹۸ھ مین قلعہ گولکنڈہ کو

اور بلحاظ حسنِ خدمات کے بماتحتی محمد اورنگ زیب ناظمِ دکہن فرزندِ عالمگیر نہایت خوبی سے اپنی خدمات کو انجام
دیا اور رفتہ رفتہ شاہزادہ کا بہت بڑا مصاحب ہوگیا یہان تک کہ سفرِ گولکنڈہ مین بہی یہہ شریک تہا۔

سنہ ۳ جلوس مین جب کہ حسام الدین کا قلعۂ اُودگیر سے تغیر ہوا نواب مختار خان منصبِ پانصدی
و سہ صد سوار و منصب ہزاری و پانصد سوار کی سرکردگی کے ساتہہ قلعۂ اُودگیر پر منجانب عالمگیر قلعہ دار مقرر ہوا
اور سنہ ۶ مین اِس کے خدماتِ مفوضہ پر منصب ہزاری و ہزار سوار و منصب پانصدی و دو سو سوار
اضافہ کیا گیا اور اسوقت اس کو اوس کے باپ کا یہہ خطاب (مختار خان سبزواری) ملا۔ سنہ ۲۳ جلوس
مین جب کہ شایستہ خان صوبہ داری دکن پر مقرر تہا اور سیواجی مرہٹہ استقبال کے لیے اورنگ آباد سے
اوس کے ملک کی طرف بڑہا تو اوسوقت مختار خان بلدۂ اورنگ آباد کی حفاظت و حراست پر مقرر تہا۔
سنہ [illegible] مین مختار خان قلعہ داری و نظامت صوبۂ بیدر پر مقرر ہوا۔ اور یہان بیدر مین اس نے اون چوبی
دروازون پر قلعہ کے جو علی برید کے وقت سے تہے تختۂ آہنی جڑے اور سنہ ۲۳ تک اِس کام کو ختم کیا۔
(۱۷) سال اِس نے بیدر پر قلعہ داری کی من بعد صوبہ داری خاندیس پر اس کا تقرر ہوا۔ اور پہر یہان سے
صوبۂ مالوہ پر سنہ ۲۲ جلوس مین یہہ مقرر رہا۔ اور اوسی سال مین جب امین الدین خان صوبہ دار
گجرات کا انتقال ہوا تو نواب مختار خان اِسکی جگہہ مقرر ہوا۔ اور سنہ ۲۵ مین بمقام احمد آباد گجرات اِسکا انتقال ہوا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱ - فتح کرکے (۶) کرور انسٹہی لاکہہ دس ہزار روپیہ ابوالحسن تانا شاہ کی املاک سے حاصل کیا۔ اور اوسکو قید کیا۔ ۵۰ سال
(۲۰) یوم کل اس نے حکومت کی ابتداء جلوس اکبر بادشاہ سے عالمگیر تک کل (۱۵۴) سال (۱۰۱) (۲۵) یوم ہوتے ہین۔ روز جمعہ سنہ ۱۱۱۸
۲۸ ذیقعدہ و پہر دن چڑہے اِس کا انتقال ہوا۔ جسکی مزار بمقام خلد آباد صوبۂ اورنگ آباد علاقہ نظام مین اس وقت تک ایک مساوی حالت
مین موجود ہے جس پر نہ گنبد ہے نہ کوئی اور شاہی تکلف ہے۔ وزیر عالمگیر کا جس کو وہ خوف ناک دوست کہا کرتا تہا۔ فی الجملہ
حیدرآبادی ہے جو دراصل تمام اِس کی فتوحات کا بانی اور سلطنت کا قوتِ بازو تہا۔ من بعد ملا عبد الملک مقاصد خان
ہوا اس کے بعد جعفر خان۔ پہر محمد ابراہیم مخاطب اسد خان وزیر اعظم تہا سنہ ۲۲ جلوس مین قلعۂ بیدر و کلیان بدست عالمگیر
فتح ہوا۔

(از مولف)

اس قلعہ دار کے خاندانی حالات اور اوس کے دکن مین آنیکی وجہہ

دراصل اس شخص کا نام میر شمس الدین تہا اس خاندان کے لوگ ملک سبزوار سے ہند اور دکہن مین اس طرح آئے کہ جب میر شمس الدین علی ثانی۔ سلطان شاہ رخ میرزا کے زمانہ مین۔ بنجفِ اشرف سے خراسان آئے اور بلدۂ سبزوار مین متوطن ہوئے تو اسوقت صرف اونکی اولاد سے میر شمس الدین ثالث ہندوستان مین وارد ہوے اور انہین کی اولاد اِس ملک مین پہیلی اور پہر اون کی اولاد سے سید محمد سبزواری ہوے جس نے جہانگیر پادشاہ ہند کے زمانہ مین بہت کچہہ منصب حاصل کیا جب اِسکا سنہ ۱۰۴۰ھ مین انتقال ہوا تو اب اُنکے بعد صرف انکے تین بیٹے حسب ذیل باقی رہے:۔

(۱) شمس الدین مختار خان۔ (۲) ارادت خان (۳) جان سپار خان۔ غرض کہ یہی سلسلہ انکا ہند و دکن مین پہیلا۔

سزاوار خان سزاوار الملک قلعہ دار قلعۂ اُدگیر

یہہ حسام اللہ خان کے بیٹے ہین اور حسام اللہ خان مرزا حسام الدین کے۔ غرض کہ جلال الدین قلعہ دار بیدر کے بعد انکا تقرر سنہ ۱۱۰۰ھ مین قلعہ داری بیدر پر ہوا اور انہین کے زمانۂ حکومت مین قدیم مدرسہ بیدر [خواجہ جہان] وزیر اعظم سلطنت بہمنیہ صدمۂ برق یا باروت سے نصف کے قریب گرگیا جس کے بعد یہہ قلعہ داری بیدر سے مبدل ہوکر قلعۂ دہارور پر مقرر ہوے اور پہر انکا تقرر قلعہ داری اُدگیر پر ہوا اور پہر یہی قلعۂ اُدگیر انکی ذات جاگیر ہوئی برہان پور مین اِس کا انتقال ہوا۔ صرف دو بیٹے حسب ذیل باقی رہے:۔ (۱) نظام الدین علی۔ (۲) حسام اللہ خان نواب بہادر حسام اللہ خان کا ایک بیٹا تہا جو جہانگیر یار جنگ کے نام سے مشہور رہتا چنانچہ نظام الدین علی و حسام اللہ خان نے مدت تک قلعہ داری اُدگیر کی اور جب حسام اللہ خان کا انتقال بوجہہ تپ محرقہ سنہ ۱۲۲۲ھ ماہ جمادی الثانی مین ہوا تو اب اُنکے بعد جہانگیر یار جنگ ثابت تک قلعہ دار قلعۂ اُدگیر رہا

جہانگیر یار جنگ قلعہ دار اُدگیر

سنہ ۱۲۲۲ھ کے بعد اب جہانگیر یار جنگ بطور قلعہ دار یا جاگیر دار حکومت کرتا رہا اس کے وقت سنہ ۱۲۲۵ھ مین ایک سخت خوفناک واقعہ پیش آیا جس مین جہانگیر یار جنگ معزول ہوگیا۔ وہ واقعہ یہہ تہا کہ اس سال مین بعض مفسدین اہل تشیع نے بربناء تعصب مذہبی بمقام اُدگیر (ضریح) نکالی جس مین ایک تصویر حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بشکل بعت بنائی گئی تہی جسکو اِن لوگون نے تمام بستی مین طرح طرح کی گستاخی کرتے ہوئے لئے پہرے آخر قاضی بستی اُدگیر کے مکان کے روبرو یہہ تصویر جلادی گئی۔ اہل سنت جماعت نے جن کو ہمیشہ سے ان باتون کے دیکہنے کی برداشت نہین ہے حسب ضابطہ انہون نے والی حیدرآباد

نواب ناصر الدولہ بہادر کے پاس فریاد کی جسپر نواب ناخوش ہوکر یکلخت جہانگیر یار جنگ کو موقوف فرمائے اور یہہ جاگیر اُدگیر
کوئی (۱۰) سال تک پہر ضبطی سرکار مین ہی رہی۔ اسکے بعد پہر جہانگیر یار جنگ نے ایک معتد بہ رقم سرکار مین بطور نذرانہ داخل
کرکے قلعۂ ادگیر پر مامور ہوا۔ لیکن چونکہ اس نے وہ روپیہ جو سرکار مین داخل کیا تہا اہلِ عرب سے بطور قرض لیا تہا لہذا اہلِ عرب
اب تمام محاصل قلعۂ ادگیر پر قابض ہوگئے اور جہانگیر یار جنگ کو بطور راہوار کچھہ دیا کرنے لگے یہانتک کہ اس واقعہ نے طوالت کھینچی
اور عربون کی شرارت نواب ناصر الدولہ بہادر کو جب معلوم ہوئی تو اسوقت یکدستہ فوج خاص ان عربون کی سرکوبی کے لئے حیدرآباد سے
روانہ ہوئی۔ جس نے عربونکو گرفتار کرکے حیدرآباد دے گیا اور اُسوقت سے پہر یہہ قلعہ داخلِ سرکار ہوا جس کا قرضہ خود سرکار نے
عربون کو ادا کیا۔ اب جہانگیر یار جنگ کی یہہ حالت ہوئی کہ گہر گہر دریوزہ گری کرنے لگا اور آخر قلعۂ دہاتمرو مین سکونت اختیار کی
جہان پر ابراہیم علیخان برادر بے ماد عباس علیخان عرض بگی مقیم تہا۔ اسکے بعد میرزا مہدی خان ایک شخص جو جہانگیر یار جنگ کا
بہائی تہا اور جو دراصل اس فتنہ و فساد کا بانی مبانی تہا حیدرآباد مین چلا آیا اور غلامی صاحب پیش امام مکہ مسجد کے ہاتہہ توبہ کی اور
اور مذہب تشیعہ سے منحرف ہوگیا مگر جس غرض کے لئے کہ اس نے تبدیلِ مذہب کی تہی وہ ۱۲۸۵ھ تک اوسکو حاصل نہ ہوئی یعنے بجاے بحالی
اُدگیر اوسکو اپنا مذہب ہی خراب کرنا پڑا۔ اس تبدیل مذہب کے بعد بہی اوس نے پہر ایک آخری کوشش کی اور آخری کوشش یہہ تہی کہ کہ جب پیش امام
مکہ مسجد مذکور کا انتقال ہوا تو اسنے ایک مصنوعی وصیت نامہ مہری پیش امام مرتب کرکے اپنے تسنن کے ثبوت مین پیش کیا۔
جس سے اسکی غایت حصولِ جاگیر اُدگیر تہی لیکن یہہ اس مین بہی ناکامیاب رہا اور اسی کمد مین اسکا انتقال ہوا۔

پہر ایک عرصہ کے بعد بسفارش راجہ چندولعل بہادر وزیر دکہن جہانگیر یار جنگ کا بہائی ایک معقول نذرانہ بخدمت نواب
ناصر الدولہ بہادر پیشکش کرنے کے بعد جاگیر ادگیر پر بحال ہوا۔ لیکن اسوقت ہی اس کے بنی حریف اہلِ عرب نے اس کو سرکار مین
پہر ضبط کرایا چنانچہ اب اس ضبطی کے بعد اُدگیر پہر کبہی بحال نہ ہوا اور اسوقت تک یعنے ۱۳۱۶ ہجری مطابق ۱۳۰۶ف شریک خالصہ سے ہے
نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے علاقہ مین ایک تعلقہ صوبہ بیدر سے متعلق

راقم

نواب فرامرز جنگ

اول تعلقدار ضلع ایلگندل۔